خواب مشین

سمیر گھوش

رچا بنسل

CHILDREN'S BOOK TRUST · NEW DELHI ·

خواب مشین

مصنف : سمیر گھوش

رچا بنسل

مصور : اشمِ رنجن چکر بورتی

مترجم : اقبال مہدی

چلڈرن بک ٹرسٹ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان بچوں کا ادبی ٹرسٹ

پہلا انگریزی ایڈیشن : 1997

پہلا اُردو ایڈیشن : مارچ 1999

تعداد اشاعت : 3000

© چلڈرن بک ٹرسٹ نئی دہلی

قیمت : 24.00 روپے

This Urdu edition is published by the National Council for Promotion of Urdu language, M/o Human Resource Development, Department of Education, Govt. of India West Block-I, R.K. Puram, New Delhi, by special arrangement with Children's Book Trust and Bachchon Ka Adabi Trust, New Delhi and printed at Indraprastha Press (CBT), New Delhi.

تمہید

یہ کچھ بہت دنوں کی بات نہیں کہ ساری دنیا کے سائنسی حلقے میں لگاتار چوری اور ڈکیتی کی وارداتوں نے ایک ہنگامہ مچا رکھا تھا۔ آئے دن ان وارداتوں کی درجنوں رپورٹیں ساری دنیا میں پولیس کی پریشانی کا سبب بنی تھیں۔ ان کو کہیں سے بھی ان عجیب و غریب وارداتوں کا پتہ نہیں چل پارہا تھا۔

☆

ڈاکٹر ولوڈ میرز پولنسکی، پولینڈ کے نیوکلیائی طبیعات (نیوکلیر فزکس) کے ماہر تھے۔ وہ ایک دن کھانا کھارہے تھے۔ خوشی اور جوش کی وجہ سے کھانا کھانا بھی دوبھر ہورہا تھا۔ دراصل انہوں نے جو تحقیق کی تھی اسے ٹائپ کرکے بین الاقوامی طبیعیاتی اکیڈمی میں پیش کرنا

تھا۔ جیسے تیسے کھانا کھاکر وہ اپنے کمرے کی طرف لپکے کہ اس پر ایک بار نظر ڈال لیں۔ مگر جیسے ہی وہ اندر کمرے میں داخل ہوئے تو انہیں ایک جھٹکا سا لگا۔ دیکھا کہ ان کی میز تو خالی پڑی تھی۔ سارے کاغذات جن میں ان کی بیش قیمت تھیوری تھی، وہ غائب تھے۔

☆

ڈاکٹر لوئی فرنینڈو وکاریو سنچز۔ ایک صبح جب ٹہل کر آئے تو دیکھا کہ ان کے گھر میں چوری ہوگئی تھی۔ سارا سامان بکھرا پڑا تھا۔ سارا گھر تباہ ہوگیا تھا۔ ان کے گھر کا سارا فرنیچر اور دوسری چیزیں ادھر ادھر بکھری پڑی تھیں۔ مگر اس واردات سے ان کو اتنا دھکا نہیں لگا جتنا کہ یہ دیکھ کر پہنچا کہ ان کا سیاہ رنگ کا ایک مضبوط بکسا، جس کے اندر روبوٹ کے سارے حصے (اعضاء) رکھے تھے اور جسے ان کو تین روز کے اندر جہاز کے ذریعے ولاڈی واسٹک فلائنگ شٹل کی مہم کی شروعات کرنے کے لئے بھیجنا تھا وہ بھی غائب تھا۔

☆

نیوزی لینڈ کے پروفیسر پول رچرڈسن، رُدَرفورڈ، اپنی ریسرچ کی اس منزل پر تھے کہ اب کچھ نئی چیزیں سامنے آنے والی تھیں۔ وہ جو اپنا نظریہ دے رہے تھے وہ آئن سٹائن کی تھیوری آف رلیٹوٹی سے کسی طرح بھی کم نہ تھا۔ بھلکڑ پروفیسر اپنے تمام کاغذات کہیں رکھ کر بھول گئے۔ اگلے دن وہ یہ خبر پڑھ کر حیران رہ گئے کہ وہ تھیوری ناروے کے کسی سائنس داں کی کھوج تھی۔ پروفیسر سوچ میں پڑ گئے کہ آخر یہ ہوا کیسے؟

☆

پروفیسر کونسٹین ٹن، جو یونان کے ذرات کے طبیعیاتی ادارے کے اعلیٰ ناظم تھے، جب دفتر سے گھر کی طرف واپس لوٹ رہے تھے تو انھوں نے دیکھا کہ ان کے گھر میں آگ لگی ہوئی ہے۔ یہ دیکھ کر ان کو چکر آگیا، وہ گر پڑے۔ ان کو گھر کی تباہی کا ذرا بھی دکھ نہ تھا اس لئے کہ وہ لاکھوں ڈرچماز (یونانی سکہ) کے مالک تھے۔ ان کے والد جہاز رانی کے اعلیٰ آفیسر تھے۔ ان کو تو صدمہ اس بات کا تھا کہ گھر کے ساتھ ساتھ ان کی اس دور کی اہم ترین تحقیق بھی خاک میں مل گئی تھی۔ پروفیسر نے تجربات کرکے نیوکلیائی ذرات میں فیوژن پیدا کرنے کا طریقہ ایجاد کیا تھا۔

☆

جنوبی افریقہ کے دل کے امراض کے ماہر، ڈاکٹر ورین مک گلیو، کمپیوٹر کے بڑے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ انھوں نے ایک ایسے سوفٹ ویئر، کمپیوٹر پروگرام کی ایجاد کی تھی جو دل کی بائی پاس سرجری کی دنیا میں تہلکہ مچا دیتی۔ وہ کام جو بہت سے آلات کے ذریعے ہوتا تھا، وہ اب کمپیوٹر کے صرف ایک ویڈیو ڈسپلے سے کیا جاسکتا تھا۔

ایک صبح ڈاکٹر مک گلیو اپنے کمپیوٹر کے کمرے میں داخل ہوئے تو ان کی نہایت اہم فلوپیز غائب تھیں اور کمپیوٹر کی ہارڈ ڈسک کو ایک قسم کے وائرس نے برباد کردیا تھا۔

☆

کلیڈیو آرمنڈو تراتنی، ارجنٹائنا کے ایک غیرمعمولی صلاحیت کے انسان تھے۔ ان کی کوئی تعلیمی صلاحیت تو نہ تھی مگر انھیں علم جراثیم (مائیکرو بائیولوجی) کے میدان میں پوری واقفیت تھی۔ برسوں کی سخت محنت اور تحقیق کے بعد انھوں نے ایک جادوئی

فارمولا تیار کیا تھا، جس کی مدد سے جو لوگ نشیلی دواؤں کے عادی ہوچکے ہوں ان کا علاج صرف ایک گولی سے کیا جاسکتا تھا۔ مگر کچھ شرپسندوں نے انھیں گولیوں سے ختم کر ڈالا۔ پولیس کا خیال تھا کہ انھیں نشیلی دواؤں کی تجارت کرنے والوں نے ختم کر دیا تھا اس کے علاوہ اور کچھ پتہ نہ چل سکا۔

☆

سائنس کی دنیا میں کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ اسی لئے سائنس داں اپنی قیمتی اور اہم تحقیقات کے تحفظ کے سلسلے میں کافی پریشان تھے۔

☆ ☆ ☆

تنہائی

شیلش رائے چودھری اپنے کمرے میں خاموش بیٹھا تھا۔ اس کی طبیعت بڑی اچاٹ ہورہی تھی۔ گرمی کی چھٹیاں ہوگئی تھیں، اس کے دوست اپنے اپنے گھر چلے گئے تھے اور وہ بدھ کی ایک روشن سی صبح اوپر اپنے کمرے میں بیٹھا تھا۔ وہ اپنے سائنس داں باپ کا انتظار کر رہا تھا، جو نیچے اپنے تحقیقی کمرے سے نکل کر اس کے پاس آنے والے تھے۔

"بوسکی!" شیلش نے پہلے پیار سے پھر ذرا تیزی سے اپنے چھوٹے سے کتے کو پکارا۔ کتے کے کان کھڑے ہوگئے اور وہ دھیرے سے پلنگ کے نیچے سے نکل کر اوپر اپنے ماسٹر کے پلنگ پر آگیا۔ شیلش اس کے سفید ملائم بالوں سے کھیلنے لگا۔

"بوسکی! بتاؤ یہ ڈیڈی اتنی اتنی دیر تک کمرے میں کیوں چھپے رہتے ہیں؟" کتے نے

اپنے مالک کی طرف اس طرح دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔ "حیرت ہے! تمہیں نہیں معلوم؟"

شیلش پچھلی رات ہوسٹل سے گھر آیا تھا اور اب تک اس کی ملاقات اپنے ڈیڈی سے نہیں ہو سکی تھی۔ چودہ سالہ شیلش، "ریوالی" سے جہاں اس کا اسکول تھا، راستے بھر چھٹیوں کے کاموں کے منصوبے بناتا آیا تھا۔ گھر آکر اسے بڑی مایوسی ہوئی جب دروازے پر اس کے ڈیڈی کے بجائے، اس کی ملاقات گھر کی ملازمہ، مسز ایگنس رومیر فرنینڈس سے ہوئی۔ جو اپنی خاموشی اور اداس سی شکل لیے دروازہ پہ کھڑی تھیں۔ جبکہ وہ یوں اچھی خاصی خوش مزاج اور صحت مند لگتی تھیں۔

"شیلو بابا! تمہارے ڈیڈی تو بہت مصروف ہیں۔ جانتے ہو! پچھلے چار دن سے وہ اپنے عجیب و غریب کمرے میں بند ہیں؟" مسز ایگنس نے ذرا سخت انداز میں اسے بتایا۔

شیلش کا سارا جوش و خروش دودھ کے ابال کی طرح بیٹھ گیا۔ اور اس وقت تو وہ کچھ جھنجھلا سا گیا جب ملازمہ نے اسے یہ بتایا کہ اس کے ڈیڈی نے مجھ سے کہا ہے کہ میں چھٹی پر چلی جاؤں۔ "میں اپنی بیٹی کے پاس گوا جارہی ہوں۔" ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ "تمہارے ڈیڈی نے یہ بھی کہا ہے کہ جب تمہاری چھٹیاں ختم ہونے والی ہوں اور تم ہوسٹل جانے والے ہو، تب میں آؤں۔"

شیلش کو یہ سن کر بہت دکھ ہوا۔ اس لئے کہ پورے ایک سال بعد وہ اپنے گھر آیا تب بھی اس کے ڈیڈی اپنی لیبارٹری میں بند تھے۔ اوپر سے ماں جیسی شفیق مسز ایگنس بھی چھٹی پر جارہی تھیں۔ اس کے دوست بھی یہاں نہیں تھے۔ اس نے سوچا کہ کاش میری چھٹیوں کی شروعات اتنی بری نہ ہوتی!

اوپر سے ایک الجھن اور اسے پریشان کر رہی تھی وہ یہ کہ اس کی نویں جماعت کا نتیجہ بھی اب کی بار اچھا نہ تھا، شیلش نے سوچا۔ شیلش بے حد ذہین اور محنتی بچہ تھا۔ مگر اس بار تو اس کے اپنی پسند کے مضامین حساب اور فزکس میں بھی بہت خراب نمبر

آئے تھے۔

مسز ایگنس اسی رات اپنے سب سامان کے ساتھ رخصت ہوگئیں۔ مگر جانے سے پہلے ایک ایک بات کی تفصیل سمجھا گئیں۔ باورچی خانے میں شکر کہاں ہے، سے لے کر تولیے، چادریں تک، کہ یہ سب کس الماری میں ہیں، ایک ایک بات انہوں نے سمجھادی۔

"شیلو بابا! اپنی اور اپنے ڈیڈی کی اچھی طرح سے دیکھ ریکھ کرنا۔ تمہاری ممی اگر آج زندہ ہوتیں تو مجھے اس طرح نہ جانے دیتیں اور تمہیں اتنی تکلیف نہ اٹھانا پڑتی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہارے ڈیڈی کیوں میرے چھٹی پر جانے پر اصرار کررہے ہیں؟" جب تک شیلو نے انہیں ٹیکسی میں بٹھا نہ دیا وہ برابر یہی کہتی رہیں ۔۔۔ "بیٹا اچھی طرح سے کھانا پینا اور اپنا خیال رکھنا۔"

"جلدی کیجئے مسز ایگنس کہیں گاڑی نہ چھوٹ جائے۔" ان کو خدا حافظ کہنے کے بعد شیلش اور زیادہ تنہائی محسوس کرنے لگا۔ بس بے دلی سے اس نے مسز ایگنس کی بنائی ہوئی تھوڑی بہت چیزیں چکھیں، اگرچہ ساری اس کی پسند کی تھیں۔ مگر اکیلے کھانا کھانا اسے بہت برا لگ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد بے چارہ بچہ اوپر جاکر اپنے کمرے میں سو گیا۔

حیرت!

شیلش پلنگ پہ لیٹے ہوئے سوچ رہا تھا کہ اس کے گاؤں "رتالہ" کی زندگی کتنی پرلطف ہے۔ اس نے بستر پر ایک کروٹ لی اور دو نرم تکیوں کو دباکر تھوڑا سا سخت کیا۔ بڑے شہروں کی بھاگ دوڑ اور شور و شغف سے دور ۔۔۔ رتالہ ایک چھوٹی سی پرسکون جگہ ہے۔ یہاں ہر آدمی ایک دوسرے کو جانتا ہے، بات کرتا ہے۔

رائے چودھری کا مکان "آشیانہ" سے مشکل سے ایک کلومیٹر کی دوری پر "بالی"

ندی بہتی تھی۔ جہاں سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آیا کرتے تھے۔ خاص طور پر دو منزلہ مکان کی اوپری چھت تو زیادہ ہی ہوادار تھی۔ اس لئے سونے کے کمرے اسی منزل پر تھے۔

"آشیانہ" ایک بڑا سا مکان تھا۔ جہاں نچلی منزل پر پانچ کمرے تھے اور سب سے بڑا کمرہ اسی منزل پر تھا۔ شیلش کے ڈیڈی کا کمرہ، مطالعہ اور لیباریٹری دونوں کے کام آتا تھا۔ شیلش اس کمرے میں کبھی نہیں گیا تھا۔ اس کمرے کے اندر کسی کو بھی جانا سختی سے منع تھا۔ یہاں تک کہ اس کے ڈیڈی نے اپنے بیٹے تک کو اجازت نہیں دی تھی۔ قانون تو پھر قانون تھا۔

شیلش کو اپنے گھر کی ایک بات بہت اچھی لگتی تھی۔ اس کا گھر آس پاس کے تمام گھروں سے علیحدہ تھا اور چاروں طرف خوبصورت پھول اور سبزہ تھا۔ یہ باغیچہ شیلش کی ماں، انوشلا رائے چودھری کی محنت کا نتیجہ تھا۔ جس کی دیکھ ریکھ اب ایک مالی کرتا تھا۔ چار سال پہلے شیلش کی ممی ایک کار حادثہ میں اللہ کو پیاری ہوگئی تھیں۔ اجت شترو رائے چودھری، جو اس حادثے سے ٹوٹ سے گئے تھے۔ انہیں ہی اپنے اکلوتے بیٹے کی دیکھ بھال ماں اور باپ دونوں کی طرح کرنا پڑی۔

ماں کے مرنے کے بعد دس سالہ شیلش چودھری کو ایک کافی دور شہر نیوشچنتاپور میں ایک بورڈنگ والے اسکول میں داخلہ دلا دیا گیا۔ اس لئے کہ کام کے دیوانے سائنس داں کے لئے ایک ساتھ گرہستی سنبھالنا اور تحقیق جاری رکھنا مشکل ثابت ہورہا تھا۔ وہ یہ دو ذمہ داریاں ایک ساتھ نہیں نبھا سکتے تھے۔

بورڈنگ جاکر شیلش کو شروع شروع میں تو بہت برا لگا اور وہ اداس رہنے لگا۔ مگر جب سے اسے یہ احساس ہوا کہ اس کے ڈیڈی اس کا بہت خیال رکھتے ہیں تو اس نے اپنی سوچ بدل دی تھی۔ وہ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے کہ جیسے ہی چھٹیاں شروع ہوں

یا تو وہ شیلش کو اپنے پاس رتالہ بلالیں یا پھر اسے چھٹیوں میں کہیں گھومنے پھرنے کے لئے بھیج دیں۔ اپنے ڈیڈی کے ساتھ شیلش کو چھٹیاں گزارنا بہت اچھا لگتا تھا۔ اسی لئے اس وقت تک اسے اپنے ڈیڈی سے نہ ملنا بہت کھل رہا تھا۔

وہ آٹھ بجے سو کر اٹھا۔ نہایا اور ناشتے میں دودھ اور دلیے کا پورا پیالہ پی گیا۔ ابھی مشکل سے دو ہی گھنٹے گزرے تھے کہ اسے دوبارہ بھوک نے ستانا شروع کر دیا۔ شیلش کوئی مزے دار چیز کھانے کی نیت کر ہی رہا تھا کہ اسے کمرے کے باہر دھیمے دھیمے قدموں کی آہٹ سنائی دی اور اس کے اثر سے بوسکی نے اپنے لمبے لمبے کانوں اور لمبی سی دم کو زور زور سے ہلانا شروع کر دیا۔ "ڈیڈی!" شیلش خوشی سے اچھل پڑا۔ اس کے لمبے تڑنگے، سڈول بدن ڈیڈی ڈاکٹر رائے چودھری کمرے میں داخل ہو رہے تھے۔

"کہو بیٹے! کیسے ہو؟" اس کے ڈیڈی نے جھک کر اسے گلے لگا لیا۔ اس نے ڈیڈی کو غور سے دیکھا۔۔۔ کچھ سانولے۔۔۔ خوبصورت۔۔۔ اسے اپنے پیارے ڈیڈی سائنس داں کم، ایک کھلاڑی زیادہ لگ رہے تھے۔ فرنچ کٹ داڑھی بھی غائب ہو چکی تھی۔ مگر چوڑی پیشانی اور موٹے چشمے کی عینک جو خاص سائنس داں کی نشانی ہوتی ہے، موجود تھی۔

"آپ کہاں تھے ڈیڈی؟" شیلش نے شکایت کی۔ "آپ کے بغیر مجھے کچھ مزہ نہیں آتا۔"

ڈاکٹر رائے چودھری نے پیار بھرے انداز میں بیٹے کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ "میرے بیٹے شیلو! میں سچ مچ شرمندہ ہوں۔ لیکن جانتے ہو کہ یہ میری مصروفیت صرف اس لئے تھی کہ میں تمہیں ایک بڑی حیرت ناک بات بتانے والا ہوں۔"

"کیا۔۔۔ کیا۔۔۔؟ کیا ڈیڈی!" شیلش نے حیرت سے پوچھا۔

"واہ! اس وقت بتادوں تو پھر اس کا مزہ ہی کیا!" انہوں نے مسکرا کر چھیڑا۔ "آج رات میں تمہیں اسے دکھاؤں گا۔ اس دوران ذرا تم مجھے اپنی پڑھائی اور ہوسٹل کے بارے

میں تو بتاؤ !"

شیلش نے بتایا کہ پڑھائی ٹھیک ہی چل رہی ہے مگر ۔۔ اب کے فزکس اور ریاضی میں بہت خراب نمبر آئے ہیں ۔

"ٹھیک ہے کوئی بات نہیں ۔ شاید یہ سب اس لئے ہوا ہوگا کہ تمہیں خود پر کچھ زیادہ بھروسہ ہوگیا ہوگا ۔ بیٹے یاد رکھو ! کبھی کسی کام کے لئے ضرورت سے زیادہ پرامید نہ ہونا چاہیے۔ ورنہ انسان پھر بڑی چھوٹی چھوٹی غلطیاں بے وقوفی میں کرتا چلا جاتا ہے اور اس کی توجہ کم ہوجاتی ہے۔" اس کے ڈیڈی نے اسے پیار سے سمجھایا۔

شیلش نے سر ہلایا اور وہ پھر اپنے اسکول کے فٹ بال ٹورنامنٹ کے بارے میں بتانے لگا۔ جس میں اس نے اپنی کلاس کے لئے سب سے زیادہ گول کیے تھے۔ پھر اس نے " سیپرو کریک برج " پر منائی گئی پکنک کے بارے میں بتایا جہاں اس کے دو ہم جماعت لڑکے ایک چھوٹے سے دریا کے تیز بہاؤ میں ڈوبتے ڈوبتے بچے تھے۔

باتوں میں وقت ایسا گزرا کہ پتہ ہی نہیں چلا اور دن کے دو بج گئے ۔

" اوہ ! " ڈاکٹر رائے چودھری نے حیرت سے کہا۔ " میں تمہاری باتوں اور کارناموں میں ایسا کھویا کہ اپنی گھڑی دیکھنا ہی بھول گیا۔ کھانے کا وقت بھی آگیا ۔ "

کھانے کے کمرے سے ملی ہوئی سائنسی تجربہ گاہ تھی۔ اس کمرے میں بڑی سی گول میز رکھی ہوئی تھی ۔ ایک وقت میں اس پر کم سے کم بارہ آدمی بیٹھ کر کھانا کھا سکتے تھے۔ بائیں طرف کمرے میں لال رنگ کا فرج رکھا ہوا تھا ۔ کمرے کے شمال میں بڑی سی ٹیک لکڑی کی بنی ۔ الماری رکھی تھی ۔ جس میں کھانے کے برتن ۔ گلاس اور چمچے وغیرہ رکھے تھے۔ دوسرے کونے میں ایک چاندی کی قلعی کی ہوئی ٹرالی (پہیوں والی میز) رکھی ہوئی تھی۔ جس پر ہمیشہ چاندی کی کیتلی کا سیٹ رکھا رہتا تھا۔ حالانکہ ٹرالی کبھی استعمال نہیں کی جاتی تھی۔ یہ شیلش کی دادی کے زمانے سے چلی آرہی تھی۔ پھر دادی نے شیلش کی ماں کو دی

تھی۔ کھانے کے کمرے ہی سے ملا باورچی خانہ اور اسٹور تھا۔ گھر کا یہ حصہ دوسرے حصے سے ایک گیلری سے علیحدہ کیا گیا تھا، جس کے دروازے کمرے میں دونوں طرف کھلتے تھے۔ نچلی منزل کا برآمدہ زینے کی طرف ختم ہوتا تھا جس سے اوپر کی منزل پر جایا جاسکتا تھا۔ چھت کا آدھا حصہ کھلا ہوا تھا اور باقی آدھا حصہ تین برابر کمروں می بٹا ہوا تھا۔ زینے سے ملا کمرہ شیلش کے سونے کا کمرہ تھا۔ دوسرا کمرہ اس کی ماں کا تھا جس میں اب تالا پڑا تھا۔ آخری کمرہ اس کے ڈیڈی کے سونے کا کمرہ تھا۔ اس کا دروازہ چھت پر کھلتا تھا۔

"اچھا بولو ۔۔ اب تم کیا کھاؤ گے ؟" ڈیڈی نے پوچھا۔

"کوئی بھی ایسی چیز جو جلدی بن جائے اور اچھی بھی ہو۔"

"چلو ۔۔۔ پھر چاؤمین بناتے ہیں۔"

شیلش کے ڈیڈی کھانا بنانے میں بڑے ماہر تھے۔ آدھ گھنٹے کے اندر اندر باپ بیٹے دونوں کھانے کی میز پر سبزی سے بنی چاؤمین پر پل پڑے۔

"ڈیڈی ۔۔۔ آپ سائنس داں کیوں بن گئے ؟" شیلش نے سوالیہ نگاہوں سے اپنے ڈیڈی کو دیکھا۔ اس کے ڈیڈی اس کی طرف دیکھ کر کچھ سوچنے لگے۔

"میرا مطلب ہے ۔ آپ کسی بڑے ہوٹل میں باورچی کیوں نہیں بن گئے۔" شیلش اپنے جملے کے ساتھ بے اختیار ہنسنے لگا۔

ڈاکٹر رائے چودھری بھی ہنس پڑے ۔۔۔ "شیطان ! اپنے سائنس داں باپ کا مذاق اڑاتا ہے؟ جانتے ہو اگر میں چاہوں تو اپنے تجربوں کے لئے تمہیں چوہے کی طرح استعمال کر سکتا ہوں۔"

دونوں مل کر بڑی دیر تک قہقہے لگاتے رہے اور جب زیادہ ہنسنے کی سکت نہ رہی تو انہیں اندازہ ہوا کہ بہت وقت ہوگیا ہے۔

ڈاکٹر رائے چودھری نے انگڑائی لے کر ایک بڑی سی جماہی لی۔۔۔ "تمہیں پتہ ہے

بیٹا! میں پچھلے چار پانچ دن سے سویا ہی نہیں ہوں۔ شیلو بیٹے! اگر تم اجازت دو تو میں کچھ نیند لے لوں تاکہ جب میں سو کر اٹھوں تو تر و تازہ ہو جاؤں اور پھر تمہیں وہ حیرتناک چیز دکھاؤں۔"

"ہاں ۔۔ ہاں! ڈیڈی ضرور ۔۔۔" اس سے پہلے کہ شیلو اپنی بات ختم کرتا اس کے ڈیڈی اپنے کمرے کی طرف چلے گئے۔

شیلش کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ خالی وقت کیسے گزارے؟ اس کو معلوم تھا کہ ڈیڈی کم سے کم رات کو گیارہ بجے سے پہلے نہیں جاگیں گے۔

" سائنس داں ڈیڈی کبھی کبھی کئی کئی دن بغیر سوئے متواتر کام کرتے رہتے تھے۔ اور پھر اگلے کچھ دن سونے کے علاوہ وہ کوئی اور کام نہیں کرتے تھے۔ "میرے ڈیڈی بھی کمبھ کرن کی طرح ہیں۔" شیلش نے سوچا اور بڑے زور سے خود ہی ہنس پڑا ۔

" چلو بوسکی! ہم دونوں باہر گھومنے چلیں ۔ " کتا اس طرح بھونکا جیسے وہ ہاں میں ہاں ملا رہا ہو۔ وہ دونوں باہر نکل گئے ۔ شیلش نے گیراج سے اپنی بائسکل نکالی اور منٹوں میں وہ اپنی سائیکل سڑک پر ہوا کی طرح دوڑائے جارہا تھا اور پیچھے اس کا کتا دوڑتا ہوا آرہا تھا۔

شیلش سیدھا دریا کی طرف نکلتا چلا گیا۔ اس کو دریائے " بالی " کے کنارے "کیسورینا ڈرائیو" پر سائیکل چلانا اچھا لگتا تھا۔ اس سڑک کے دونوں کناروں پر پام کے پیڑ لگے تھے۔ اس نے آدھے گھنٹے سے زیادہ سائیکل چلائی اور پھر کنارے پر پڑی سیمنٹ کی بینچ پر بیٹھ گیا اور برابر میں سائیکل کھڑی کر لی ۔

" چلو ہم غروب آفتاب کے منظر سے لطف اٹھائیں۔" شیلش نے اپنے کتے سے کہا۔ بوسکی غرایا اور اچھل کر بینچ پر بیٹھ گیا۔ شیلش بیٹھ کر دور افق میں ڈوبتے ہوئے سورج کے خوشنما اور دلفریب منظر میں کھو گیا ۔ اسے ٹھیک سے تو نہیں، ہاں مگر یہ ضرور یاد تھا کہ ایک بار اسی جگہ پر وہ اپنی ممی کے ساتھ آیا تھا۔ دیکھتے دیکھتے ہی سورج غروب ہوگیا۔

چاروں طرف اندھیرا پھیل گیا۔ چڑیوں کی چہچہاہٹ بھی رفتہ رفتہ بند ہوگئی۔

"آؤ بوسکی! ہم گھر چلیں۔" شیلش نے اپنی سائیکل اٹھائی اور گھر کی طرف سائیکل چلاتا نکل گیا۔

"بڑا تعجب ہے! آج ڈیڈی اپنے خزانے میں سے اسے کیا دکھانے والے ہیں؟" وہ خوشی سے بے قرار تھا۔ "ان کے پاس ایسی حیرت ناک چیزیں تو بہت ہیں، مگر کبھی کبھی وہ حیرت میں ڈالنے والی بات کر دیتے ہیں۔"

وہ نو عمر لڑکا ذرا بھی نہیں جانتا تھا کہ اس کے ڈیڈی نے کون سی اچنبھے والی بات اپنی آستین میں چھپا رکھی ہے، جس کے سہارے وہ اپنی چھٹیوں کا زیادہ حصہ گزار لے گا۔

گھر پہنچ کر شیلش کو اپنے ڈیڈی کو گہری نیند میں سوتے دیکھ کر ذرا بھی حیرت نہیں ہوئی۔ ڈرائنگ روم، جو شیلش کے ڈیڈی کے پڑھنے اور تجربہ گاہ کے کمرے کے سامنے ہی تھا۔ وہاں پہنچ کر اس نے ٹی۔ وی۔ کھولا اور اس میں جاسوسی سیریل دیکھنے لگا۔ ڈرائنگ روم میں بے حد خوبصورت لکڑی کا بنا تین صوفوں کا ایک سیٹ تھا۔ درمیان میں چین کی بنی گول میز تھی، جس پر نقاشی کا کام تھا۔ فرش پر خوشنما قالین بچھا تھا اور دیواروں پر بڑی بڑی پینٹنگز لگی تھیں۔ وہ ان سب کے بارے میں تو زیادہ نہیں سوچ رہا تھا مگر وہ "ٹائی ٹین" جو رناساں (نشاۃ ثانیہ) دور کے وینیشین اسکول کی مصوری کا ماہر تھا، کی بنائی خود اپنی تصویر، سے بہت متاثر ہو کر خوش ہو رہا تھا۔

ٹی۔ وی۔ کا پروگرام جب ختم ہوا تو شیلش نے دیوار پر لگی گھڑی کی طرف دیکھا۔ اس وقت تو صرف ساڑھے آٹھ ہی بجے تھے۔ وہ الجھن میں تھا کہ ابھی اسے کتنی دیر اور انتظار کرنا ہوگا۔ لیکن اس کا یہ انتظار جلدی ہی ختم ہوگیا جب تقریباً بیس منٹ بعد اس نے زینے پر اپنے ڈیڈی کے قدموں کی آہٹ سنی۔

"ہیلو بیٹے!" اس کے ڈیڈی نے اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اسے

سلام کیا۔ "کہو شام مزے میں گزری ؟"

"جی ہاں! بوسکی اور میں کیسورینا ڈرائیو پر گھومنے گئے تھے۔ وہاں سے واپس آکر ٹی۔ وی۔ پر ایڈونچر آف لنگل مین دیکھا۔"

ڈاکٹر رائے چودھری ایک صوفے میں بیٹھ گئے اور بڑی لمبی سے جماہی لی۔ ایک لمحے کو انھوں نے آنکھیں بند کیں اور پھر بولے۔ "آلو، مٹر اور فرائڈ رائس" کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے ؟"

"واہ! بہت اچھا ہے۔" شیلش نے خوش ہو کر کہا۔ اس لئے کہ جب بھی اس کے ڈیڈی کھانا بناتے تو وہ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹتا رہ جاتا تھا۔

اس سے پہلے کہ شیلش بھوک کے مارے پریشان ہوتا، کھانا تیار ہوگیا۔ باپ بیٹے نے پیٹ بھر کے سب کچھ کھا لیا اور دس بجے رات تک ڈرائنگ روم میں آرام کرتے رہے۔ بے چین شیلش نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ باپ نے جیسے بیٹے کی دماغی اتھل پتھل کا اندازہ کر لیا۔ ڈاکٹر رائے چودھری نے کہا۔ "میرے خیال میں اب وقت آگیا ہے" ہلکی سی سیٹی بجاتے ہوئے سائنس داں باپ اپنے بیٹے کو لے کر پڑھنے اور لیب کے کمرے میں داخل ہوئے۔ ورکشاپ پہنچنے کے بعد انھوں نے دھیمے سے دروازے کا ہینڈل گھمایا اور اندر داخل ہوگئے۔ ان کے پیچھے پیچھے شیلش اور بوسکی اندر آئے۔ بوسکی نے ادھر ادھر اچھل پھاند مچانا شروع کر دی مگر جلد ہی اس پر قابو پا لیا گیا۔ "نہیں بوسکی! نہیں، یہاں نہیں" اس کو برا تو لگا مگر مالک کا حکم تو ماننا تھا۔

خواب مشین

ڈاکٹر رائے چودھری نے اندر داخل ہو کر دھیمے سے دروازہ بند کر دیا۔ شیلش نے چاروں طرف نظر دوڑا کر دیکھا۔ کچھ فاصلے پر ایک کونے میں کتابوں کی الماری رکھی تھی، اس

کے دائیں طرف ایک میز رکھی تھی، جس پر ایک ڈیسک کے اوپر کمپیوٹر رکھا تھا، اور میز پر ایک لیمپ رکھا تھا۔ ہر طرف کمرے میں الماریاں تھیں اور ان میں بے شمار کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ پورے فرش پر قالین بچھا ہوا تھا۔ کمرہ ورکشاپ تو کم، لائبریری زیادہ معلوم ہورہا تھا۔

"دراصل یہ ہے میری لائبریری!" ڈاکٹر رائے چودھری نے الماریوں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور بیٹے کو پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ انہوں نے ایک الماری کا دروازہ ایک طرف کو کھولا اور کتابوں کو ایک طرف کھسکایا۔ اوپر کی طرف ایک ڈائل لگا تھا، جیسے فون کا ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو اشارے سے اپنے پاس بلایا اور دروازہ بند کر دیا، دونوں ایک اندھیرے کمرے میں داخل ہوئے۔

سائنس داں نے اپنی جیب سے ایک ٹارچ نکال کر روشن کی اور ڈایل پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے احتیاط سے ایک نمبر ملایا۔ ایک عجیب سی آواز آئی (جیسے کوئی چیز کلک ہوئی ہو اور ساتھ میں ایک گھٹ گھٹ سی آواز) شیلش نے دیکھا کہ ایک خفیہ دروازہ کھلا، وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔ ڈاکٹر رائے چودھری نے دیوار پر ایک بٹن دبایا اور وہ خفیہ دروازہ بند ہوگیا۔

دونوں ایک تنگ اور تاریک زینے سے اترنے لگے، جو تقریبا بیس سیڑھیاں اترنے کے بعد داہنی طرف مڑگیا اور پھر بیس سیڑھیاں اترنے کے بعد راستے کے سامنے اسٹیل کا ایک دروازہ تھا جسے دیکھ کر شیلش کو بینک کے تہہ خانے کا وہ خفیہ راستہ یاد آگیا جہاں وہ اپنی ماں کے ساتھ جایا کرتا تھا۔

"اس دروازے میں بھی ایک تالا ہے، جس کے مخصوص نمبر ملانے سے تالا کھل جاتا ہے۔" اس کے ڈیڈی نے کہا اور چند کنجیاں ادھر ادھر گھمائیں تو دروازہ اندر کی طرف کھل گیا۔ وہ پھر ایک تاریک کمرے میں داخل ہوئے۔ دیواروں پر اندھیرے میں ادھر ادھر

ٹٹولنے پر " ڈاکٹر رائے چودھری نے ایک روشنی جلائی ، جو بہت مدھم تھی۔ شیلش نے اندازہ لگایا کہ وہ کمرہ لگ بھگ 20X15 فٹ کا تھا، جس میں الٹی سیدھی بے جوڑ چیزیں چاروں طرف بکھری پڑی تھیں۔ ایک کونے میں پڑھنے کی میز رکھی تھی، جس پر مختلف کاغذوں، رنگ برنگی پنسلوں اور انسانی نظام اعصاب (نروس سسٹم) اور فزیالوجی (علمِ اعمالِ عضویات) کے چارٹ لگے تھے اور بھی بہت سی چیزیں وہاں نظر آرہی تھیں۔

اس میز پر ان کا ذاتی کمپیوٹر بھی رکھا ہوا تھا۔ میز کے سامنے ایک گھومنے والی کرسی بھی رکھی تھی۔ اس کے علاوہ ایک چھوٹا سا اسٹول اور ساتھ ہی ایک آرام کرسی (پیر پھیلاکر لیٹنے والی) بھی موجود تھی۔ کمرے کا آدھا حصہ لمبے اور ڈھیلے ڈھالے پردے ڈال کر دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ یہاں بھی دیواروں میں لگی الماریوں میں بے تحاشا کتابیں رکھی تھیں۔ ان میں سے تو بہت سی ایسی تھیں جن کو شیلش نے زندگی میں نہ کبھی دیکھا تھا اور نہ جن کے بارے میں کبھی سنا تھا۔

"یہ میری اصلی لیباریٹری اور پڑھنے کی جگہ ہے۔" باپ نے بڑے فخر سے بیٹے کو بتایا۔ شیلش بہت بے چین۔۔ اور بے تاب تھا۔۔ "آخر کار ۔۔۔ " اس نے سوچا۔

"اور تمہیں معلوم ہے کہ اس وقت تم کہاں ہو ؟ "

شیلش نے چھت کی طرف دیکھا ، پھر فرش کو گھورا اور پھر ادھر ادھر دیکھ کر مسکرایا اور انکار میں سر ہلا دیا۔

" ہم لوگ اس وقت ٹھیک اس کمرے کے نیچے ہیں، جس سے ہم اندر داخل ہوئے تھے۔ " ڈاکٹر رائے چودھری نے یہ بات بتائی تو ان کے بیٹے کو یقین نہیں آیا ، اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

سائنس داں نے پھر ایک بھاری پردہ ایک طرف ہٹایا اور بڑے فخر سے اعلان کیا۔۔

"تو جناب شیلش رائے چودھری! یہ میری خواب مشین ہے۔"

☆ ☆ ☆

خوشی کے مارے شیلش کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ مگر اس نے اپنے آپ پر یہ سوچ کر قابو پا لیا۔ "بہتر ہے کہ ابھی ڈیڈی کو پتہ نہ چلے کہ میں کتنا خوش ہوں!"

حیرت سے کھلی اس کی آنکھوں کے سامنے اک تین حصوں میں بٹا بہت پیچیدہ سا دیوار میں جڑا تختہ (پینل) لگا تھا۔ درمیانی حصے میں ٹی۔ وی۔ اسکرین تھا اور بائیں طرف دو سپیکرس (جو شاید آپس میں جڑے تھے) رکھے تھے۔ دایاں حصہ چار برابر حصوں میں بٹا تھا، ہر ایک میں گراف بن رہے تھے جو برابر بدل رہے تھے۔

اپنے ڈیڈی کی خاموشی اسے بہت کھل رہی تھی۔ لگتا تھا کہ جیسے وہ اپنی ایجاد کے طلسم میں کھو گئے ہیں۔ شیلش اس بات کا منتظر تھا کہ وہ کچھ کہیں اور اسے سمجھائیں ورنہ تو زندگی بھر اس مشین کا سر پیر اس کی سمجھ میں نہیں آئے گا۔

"ڈیڈ ...." اس نے بات کرنا چاہی ... مگر ایک ہاتھ اوپر اٹھا، اس کی بات کٹ گئی، جو اسے آگاہ کر رہا تھا کہ وہ خاموش رہے۔ اس لئے کہ ہمیشہ خیالوں میں کھو جانے والے ڈیڈی اس وقت پھر کسی گہری سوچ میں ڈوبے تھے۔

شیلش، کسی بھی نو عمر لڑکے کی طرح جوش، بے چینی اور تجسس میں تھا کہ کسی طرح وہ اس عجیب و غریب مشین پر کام کر سکے۔ اس کے ڈیڈی خیالوں میں ڈوبے، اس عجیب و غریب مشین کے سامنے لگے "کی بورڈ" پر طرح طرح کے ہینڈل، سوئچ اور بٹن دبا دبا کر کسی بات کی گہرائی جاننے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ اپنے آپ میں اس قدر گم تھے کہ اچانک شیلش ان کی آواز سے اچھل پڑا۔ وہ کہہ رہے تھے... "تم جانتے ہو، ہر انسان سوتا ہے، ہے نا؟" شیلش نے "ہاں" کرتے ہوئے سر ہلایا... "اور تم یہ بھی جانتے

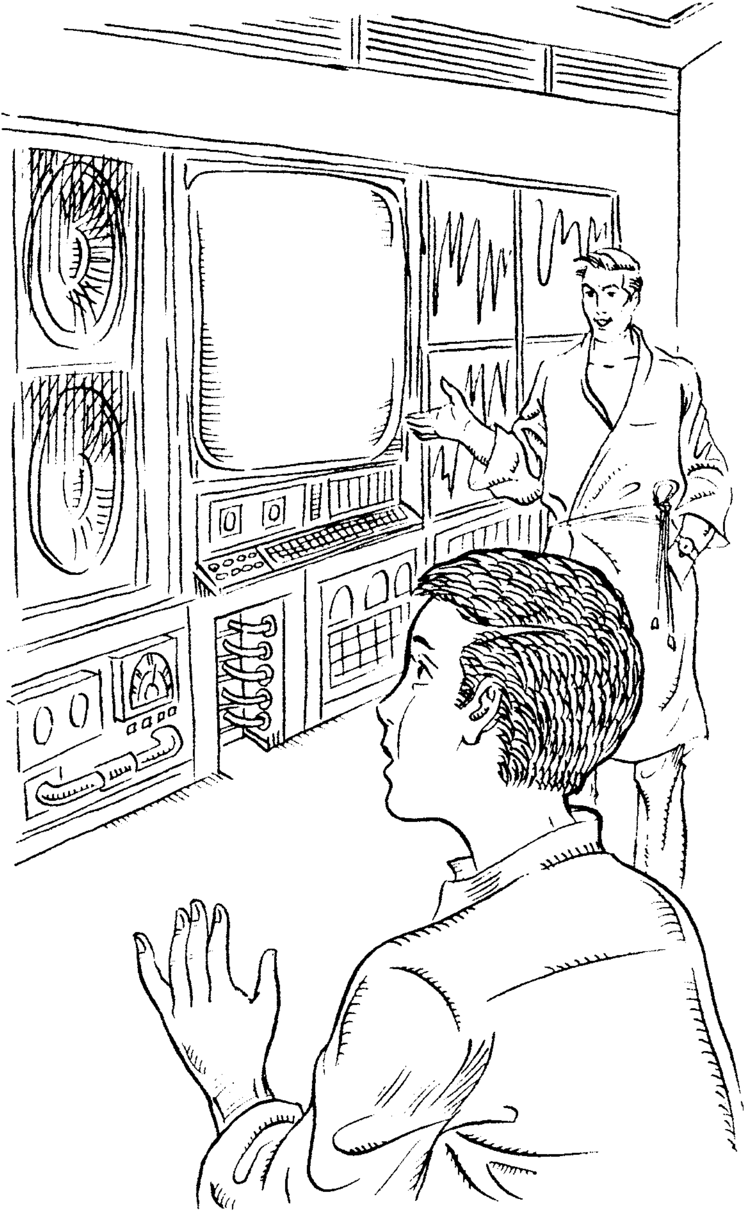

ہو کہ ہر انسان خواب دیکھتا ہے۔" اس کے ڈیڈی نے یقین کے ساتھ کہا۔ شیلش نے دوبارہ سر ہلا دیا۔

"لیکن نیند کیا ہے یہ تم جانتے ہو؟ خواب کیا ہوتا ہے تمھیں پتہ ہے؟"

شیلش نے نفی میں سر ہلاکر کہا۔۔ "نہیں۔۔ بالکل نہیں!"

"میں تمھیں بتاتا ہوں۔۔" اس کے ڈیڈی کھڑے ہوئے اور مطالعے کی میز کی طرف بڑھے اور اس کے برابر رکھی آرام کرسی پر پیر پھیلاکر اس میں دھنس گئے۔ شیلش اسٹول گھسیٹ کر ان کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ مگر پھر سر کو جھٹکا دیا اور جیسے کچھ سوچ کر اٹھا اور اٹھ کر گھومنے والی کرسی پہ بیٹھنا پسند کیا۔ شیلش کو کرسی کے نرم ملائم ہتھے بہت اچھے لگے، مگر یہ اسے بہت برا لگا کہ اس کا چھوٹا سا سر کرسی کی نرم پشت سے نہیں لگ پا رہا تھا۔

"اب ۔۔۔" ڈاکٹر رائے چودھری بولے۔ "تم جانتے ہو کہ ہر انسان کو آرام کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ پورے اور مکمل طور پر اسی وقت ہوسکتا ہے جب وہ سونے کے لئے لیٹتا ہے۔ حالانکہ دل کی حرکت کی طرح، انسانی جسم کے باقی کام بھی ہوتے رہتے ہیں جیسے سانس لینا، کھانے کا ہضم ہونا، دوران خون کا جاری رہنا۔ بظاہر لگتا ہے کہ اس دوران انسان کا دماغ بھی آرام کرتا ہے، لیکن درحقیقت ایسا ہوتا نہیں ہے، اس لئے کہ دماغ خواب دیکھتا ہے۔۔۔ ایک خواب مختلف اور عجیب و غریب خیالوں، حادثوں اور واقعات کا ایک سلسلہ ہوتا ہے جیسے فلم چلتے وقت کوئی اپنی آنکھیں بند کرلے۔"

شیلش اس بیان پر مسکرا دیا۔

"اس صدی کی شروعات ہی سے سائنس دانوں نے جان توڑ محنت اور تحقیق کی کہ کسی طرح انسانی خوابوں کی ترجمانی کرسکیں۔ خواہ عورت ہو یا مرد، سب نے اپنے اپنے نظریے پیش کیے، مگر پھر بھی انسان کے پیچیدہ اور عجیب و غریب دماغ کے رازوں پر سے کوئی پردہ اٹھانے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ تم جانتے ہو کہ آج ہم دل پھیپھڑوں اور دوسرے

اعضاء کے بارے میں بہت کچھ جان گئے ہیں، لیکن دماغ کیسے کام کرتا ہے اس کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتے .... "

ڈاکٹر رائے چودھری نے ذرا دم لیا، میز پہ رکھے گلاس سے پانی پیا اور بولے... "ایک طالب علم کی حیثیت سے مجھے اپنی کلاس کے اور لڑکوں کی طرح اس موضوع پر بہت دلچسپی رہی۔ مگر یہ ایک دور کا خواب تھا، کیونکہ میں بعد میں نیوکلیر فزکس اور علم نفسیات پڑھ رہا تھا۔ جو میری پسندیدہ دلچسپی کے مضامین ہرگز نہیں تھے۔ جیسے ہی میری کالج کی تعلیم ختم ہوئی میری ملاقات تمہاری ماں سے ہوئی ... "

ایک زمانے بعد آج ڈیڈی نے ممی کا ذکر کیا تھا۔ شیلش کو ماں یاد آگئیں اور ساتھ ہی ان کی چمکتی آنکھوں کی مسکراہٹ بھی۔ اور وہ وقت بھی جب کبھی وہ اپنی کوئی تکلیف یا پریشانی جیسے گھٹنے میں لگی چوٹ یا کھوئی ہوئی پنسل... اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

" بیٹا خوش رہو ... " اس کے ڈیڈی نے تسلی دیتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا... " تمہیں معلوم ہے! یہ وہی تھیں جنھوں نے میری ہمت بندھائی تھی کہ میں اپنے اس نظریے کی تکمیل کروں! مگر ... وہ ہم دونوں کو چھوڑ گئیں۔ بس ان کی یادوں نے مجھے اس کام کو جاری رکھنے میں مدد دی۔ میں نے نیوکلیر فزکس، نفسیات اور دماغی نفسیات کے مضامین کو ملاکر اپنے موضوع پر گہرائی سے تحقیق شروع کردی۔

"چند سال پہلے ایک افواہ اڑی کہ ایک روسی سائنس داں، اینڈری مایانکوسکی جو فن لینڈ منتقل ہوگیا تھا اس نے انسانی دماغ کے رازوں کی کھوج نکالی ہے۔ اور پھر لوگوں ہی کے ذریعہ یہ بھی سننے میں آیا کہ وہ روسی کسی - لہری نظریہ (ویو تھیوری) پر کام کررہا تھا۔ مایانکوسکی کی ریسرچ کے بارے میں اور زیادہ تفصیل نہیں پتہ چل سکی۔ اس لئے کہ پیرس میں ہونے والی ساری دنیا کی قومی سائنسی کانگریس شروع ہونے سے تین دن پہلے اس کا انتقال ہوگیا۔ درحقیقت، میں بھی اس کانفرنس میں شرکت کرنے والا تھا... یاد ہے ؟"

شیلش کو یہ بات اچھی طرح سے یاد تھی۔ اس لئے وہ بھی اپنے ڈیڈی کے ساتھ جانے والا تھا۔ شیلش پیرس جانے کا انتظار کررہا تھا وہ اپنے دوستوں سے کہا کرتا تھا کہ وہ ایک دوسرے ملک جارہا ہے۔ وہ ان کو " ایفل ٹاور " اور " لا ویری " کی کہانیاں سنا سنا کر خوش کیا کرتا ،مگر یہ پروگرام طے شدہ پروگرام سے دو دن پہلے ملتوی ہوگیا۔ اس کی کڑواہٹ اور مایوسی سے شیلش بہت دن تک نارمل نہ ہوسکا۔

ہیلسنکی میں واقع مایانکوسکی کی لیباریٹری میں زبردست دھماکہ ہوا اور وہ سائنس داں ختم ہوگیا ، اور ساتھ ہی اس کی ایجاد بھی برباد ہوگئی۔ کسی کو دھماکے کی وجہ نہ پتہ چل سکی۔ دنیا نہ صرف ایک غیر معمولی سائنس داں سے محروم ہوگئی بلکہ اس کی ایجاد سے بھی، جو دنیا میں اس موضوع پر ایک زبردست معلومات ہوتی ۔یقینا سائنس اور تکنالوجی کی دنیا میں یہ ایک انقلاب ہوتا۔

" بہر حال میں نے ہمت نہیں ہاری اور کام جاری رکھا چونکہ میں بھی اسی نظریہ پر کام کر رہا تھا، لہذا مایانوسکی کی موت میرا ذاتی نقصان تھا۔ اس لئے کہ ہم دونوں اچھے دوست بھی تھے۔ مگر ہاں اس کی موت میرے لئے ایک نعمت بھی ثابت ہوئی۔ اب میں اس کا حق دار بن گیا تھا کہ یہ کہہ سکوں کہ یہ میری اپنی تحقیق ہے۔

لگ بھگ سات مہینے بعد میں نے ایک بڑی رکاوٹ پار کرلی ۔

تھیوری (نظریہ)

"تمہیں معلوم ہے کہ " الیکٹرو اِنسِفلوگراف " یا ای۔ ای۔ جی۔ کسے کہتے ہیں؟" ڈاکٹر رائے چودھری نے اپنے بیٹے سے پوچھا ۔

شیلش نے تھوڑی دیر سوچا اور پھر بولا۔ " میرا خیال ہے کہ ایک مشین ہے جو

دماغ سے گزرنے والی برقی لہروں کے ردم (اتار چڑھاؤ) کو گراف کی شکل میں پیش کرتی ہے۔

" بالکل ٹھیک! یہ بات بہت پہلے سے پتہ ہے کہ دماغ سے بجلی کی ترنگیں (امپلسز) نکلتی ہیں (وہ ایک گراف بناتی ہیں) لہذا ای۔ ای۔ جی۔ سے جو گراف کا نمونہ بنتا ہے اس کا تعلق نیند یا کسی دماغی بیماری سے ہوتا ہے۔ میں نے یہ معلوم کیا ہے کہ جب کوئی سوتا ہے یا خواب دیکھتا ہے تو دماغ سے نظر نہ آنے والی لہریں (ان وزیبل ریز) نکلتی ہیں۔" ڈاکٹر رائے چودھری نے بتایا۔

" اور اس دوران خوابوں کے عکس (امیجز) ایک طرح کی برقی مقناطیسی لہروں (الیکٹرو میگنیٹک ویوز) میں تبدیل ہوجاتے ہیں اور ہر سمت میں یکسانیت سے چلتے ہیں۔ تم نے بہت سی شعاعوں کے بارے میں سنا ہوگا۔ جیسے ریڈیو کی لہریں، لال رنگ کی (انفراریڈ) لہریں۔ نیلی یا اودی لہریں (الٹرا وائلٹ) وغیرہ۔ ہاں تو ہر طرح کی مقناطیسی لہروں (شعاعوں) کی ایک خاصیت یہ ہوتی ہے کہ ہر لہر کی الگ سرعت یا فری کوئنسی ہوتی ہے۔

شیلش کو ایسا لگا جیسے وہ اپنے اسکول واپس آگیا ہو اور فزکس کی کلاس میں بیٹھا ہو۔ فزکس کے استاد اندراناتھ رستوگی نہایت بور انسان تھے۔ لڑکوں نے ان کا نام " آسمانی پھپوند " یا " پھپوند " رکھ دیا تھا۔ شیلش کو لگا کہ اس کے ڈیڈی کے پڑھانے کا انداز "پھپوند " سے کہیں زیادہ دلچسپ تھا۔ " پھپوند " چھوٹے قد اور موٹے بدن کے انسان تھے، جن کی ناک پر موٹے موٹے شیشوں کی عینک لگی رہتی تھی۔ جب شیلش کو اپنے استاد کا خیال آیا تو وہ خود بخود مسکرانے لگا۔ اس کے ڈیڈی نے اچانک رک کر پوچھا۔

" شیلو! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ سن رہے ہو نا؟ "

" جی ڈیڈی ـــ " اس نے ہڑبڑا کر کہا۔ ڈاکٹر رائے چودھری نے اپنی بات جاری رکھی۔ " ہر مقناطیسی لہر کی ایک فری کوئنسی ہوتی ہے اور ویولینتھ (طول موج) کے پائنٹ

ہوتے ہیں۔ یعنی ایک مقررہ وقت میں لہروں کی حرکت کے کتنے چکر (سائیکل) ہوتے ہیں، اس کو فری کوئنسی کہتے ہیں۔ ایک کے بعد ایک نقطوں کے درمیانی برابر فاصلے کو طول موج (ویو لینتھ) کہتے ہیں۔

مثال کے طور پر ۔۔۔ پانی کی موجوں کی لمبائی کو اس طرح ناپا جاتا ہے کہ ایک لہری اونچائی (کریسٹ سے دوسرے تک فاصلہ کتنا ہے۔ موجوں کی اونچائی کریسٹ کہلاتی ہے۔ اور نیچائی ٹرف کہلاتی ہے۔"

" لہذا ایک ویوموشن (لہری حرکت) " شیلش نے بتایا کہ " کی رفتار کو اگر اس کی فری کوئنسی سے تقسیم کر دیں تو وہ ایک طول موج (ویو لینتھ) کے برابر ہوتی ہے۔"

اس کے ڈیڈی کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ " شاباش! ایک ہزار سے زیادہ لوگوں پر تجربے کرنے کے بعد میں نے حساب لگایا کہ ایک خواب کی لہروں کی رفتار (ویلوسٹی) روشنی کی رفتار سے ایک لاکھ گنا زیادہ ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ بجلی کی رفتا کتنی ہے؟ "

" جی! یہ ایک سیکنڈ میں 300,000 کلو میٹر ہے۔ " شیلش نے بتایا۔

" تو پھر خواب کی رفتار کتنی ہوئی ؟ "

" اگر 300,000 کو 1,000,000 سے ضرب کر دیں تو یہ ہوئی ۔۔۔ ایک سیکنڈ میں تین سو ہزار ملین کلومیٹرز! " شیلش ہمیشہ ریاضی میں جمع ضرب تقسیم میں اچھا رہا تھا، کبھی اس کو پہاڑوں کی ضرورت نہیں پڑی۔

" تم نے پھر صحیح بتایا! سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ ہر انسان کے خواب کی رفتار ایک ہوتی ہے۔ اگلی بات۔۔۔ " اس کے ڈیڈی نے بولنا جاری رکھا۔ " یہ تھی کہ فری کوئنسی اور ویولینتھ کا حساب کیسے لگایا جائے، لہذا مجھے کچھ انسانوں پر تجربے کرنے پڑے اور میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اس مشین سے آدمی کا جتنا فاصلہ ہے اس کو اگر ہم خواب کی شدت (انٹنسٹی) سے تقسیم کردیں تو وہ ویولینتھ (طول موج) کہلاتی ہے۔"

"لہذا ہم آسانی سے ایک خوابی لہر کی فری کوئنسی کا حساب لگا سکتے ہیں اگر انٹنسٹی کی مقدار اور فاصلے کی مقدار پتہ ہو۔" شیلش نے تڑسے جواب دیا۔

"بالکل صحیح! جیسے فاصلہ میٹر یا فٹ میں ناپا جاتا ہے ۔میں نے خوابوں کی شدت (انٹنسٹی) کو ایک اکائی (یونٹ) مانا اور اسے "چھنوٹوں" کا نام دیا۔ کیا تم سوچ سکتے ہو کیوں؟" ڈاکٹر رائے چودھری نے پوچھا۔

"یونان کے نیند کے خدا "چھنوز" سے آپ نے اسے اخذ کیا ہے۔" شیلش نے جواب دیا۔

ڈاکٹر رائے چودھری اپنے بیٹے سے بہت متاثر ہوئے اور انہیں اس پر فخر محسوس ہوا۔ حالانکہ وہ اپنی تھیوری کے بارے میں آگے اور بتانا چاہتے تھے مگر اس وقت شیلش کا دماغ شرارت پہ آمادہ تھا، شیلش نے سوچا کہ کیوں نہ "پھپوند" کی کھنچائی کی جائے اور ان کو یہ بتایا جائے کہ وہ اپنے ڈیڈی سے نئی نئی اصطلاحات (ٹرم) سیکھ رہا ہے۔

"جیسا کہ میں تمہیں بتا رہا تھا خواب کی لہریں ہر سمت میں چلتی ہیں ۔ وہ کسی بھی چیز کے اندر سے گزر سکتی ہیں۔ جیسے۔۔ پانی، ہوا، کنکریٹ، کوئی بھی چیز ہو، سوائے ایک کمپاؤنڈ (مرکب) کے۔ جو چار عنصروں (ایلیمنٹس)۔۔ پلوٹونیم، یورینیم، مینڈیلیویم، اور نیپٹونیم کا مکسچر (الائے) ہوتا ہے۔ یہ کمپاؤنڈ میری ایجاد ہے۔ اور میں اسے "پلورمینی" کا نام دیا ہے۔ بتا سکتے ہو کیوں؟"

شیلش نے ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھ کر کچھ دیر سوچا اور جواب دیا۔ "آپ نے ان چار عنصروں (ایلیمنٹس) کے نام کے شروع کے دو دو حرف لے لئے مثلاً پلوٹونیم سے پی، ایل۔ یورینیم سے یو، آر، مینڈیلیویم سے میم اور نیپٹونیم سے این۔ ای۔ اور اس طرح ایک نیا نام ایجاد کر دیا۔"

اس کے ڈیڈی نے ذرا کھسیا کے کہا۔۔ "مجھے بڑی حیرت ہے کہ تمہیں فزکس میں

اتنے کم نمبر کیسے ملے ؟ تمہیں تو سب کچھ معلوم ہے ! خیر میں نے کیا یہ کہ پلورمینی کو اپنی خواب مشین کے "اسکیز" میں استعمال کرلیا۔ یہ اسکیز اس مشین کا ایک ایسا حصہ ہے جو دیکھنے میں لگتا ہے کہ دو سپیکرز کو ملا کر بنایا گیا ہے۔ میں نے اس کمپاؤنڈ کو خوابی لہروں کو ٹیپ کرنے میں استعمال کیا ہے۔ تمہیں پتہ ہے کہ ایک دن ان لہروں کو میرا نام دیا جائے گا! قانون (پرنسپل) اور ایجادیں سائنس میں ہمیشہ تو نہیں، مگر اکثر موجد کے نام پر رکھے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ میری دریافت ہے اور پھر وہ دن جب میں ان کا اعلان کروں گا تو لوگ ان لہروں کو "رائے چودھری ویوز" کہیں گے۔" ڈاکٹر رائے چودھری نے کہا۔

شیلش کو اپنے ڈیڈی پر بڑا فخر محسوس ہوا۔ "پھپوند" جس طرح کلاس میں فزکس کے اصول بوائلس لا، نیوٹن کے قانون، آرشمیڈس کے پرنسپل کی باتیں کرتے ہیں اسی طرح وہ "رائے چودھری ویوز" کے بارے میں بھی پڑھائیں گے۔ شیلش نے سوچا۔

"جیسا کہ میں کہہ رہا تھا..." اس کے ڈیڈی نے بات جاری رکھی۔ "میں نے "پلورمینی" کے سلنڈرس کا اپنے "سکیز" میں استعمال اس لئے کیا ہے کہ وہ خوابی لہروں کو جذب (ایبزورب) کرلیتا ہے۔ اس جذب کرلینے کے عمل (ایبزورپشن) میں اس حد تک گنجائش ہوگی کہ وہ کسی خاص "خوابی فری کوئنسی" سے میل کھا سکیں۔ یہ سکیز لگ بھگ آفتابی توانائی سولر انرجی کے اصولوں پہ کام کرتا ہے۔ اس سولر انرجی کے بارے میں تمہیں پتہ ہے شیلو؟"

شیلش نے ہامی بھرتے ہوئے کہا۔ "جی ہاں! سولر انرجی، آفتابی توانائی کو کہتے ہیں۔ سولر انرجی کو براہ راست استعمال کرنے کے دو طریقے ہیں۔ حرارت (تھرمل) کا طریقہ ۔۔ اس میں کیا ہوتا ہے کہ سورج سے نکلی لہروں (ریڈیئیشن) کو ایک دھات کی پلیٹ پر جذب کر لیتے ہیں۔ اس جذب شدہ توانائی سے پانی کا درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے۔ گھروں میں لگے واٹر ہیٹر کا بھی یہی اصول ہے۔۔ غیر توانائی کے طریقوں میں کچھ ایسے طریقے استعمال ہوتے

ہیں جیسے " تھرمل سیل " جن سے سورج کی گرمی سے بجلی پیدا کرتے ہیں۔ "

" خلاصہ یہ کہ ایک " سولر سیل " سورج کی روشنی کو بجلی میں بدلتا ہے۔ لہٰذا میرا (پلورمینی) سلینڈر کم و بیش سولر سیل کی طرح ہے جو خوابی لہروں کے ذرات، جنہیں "ڈریمون" کہا جاتا ہے، کو الیکٹرونکس میں تبدیل کر دیتا ہے۔ یہ الیکٹرون مشین کے پروسیسر یونٹ کو چلاتے ہیں (یا حرکت دیتے ہیں)۔ اس کیس میں، یہ بالکل ٹیلی وژن کی طرح ہے۔ اس کے بارے میں، اچھا بتاؤ! تم کیا جانتے ہو؟ "

شیلش کو اپنے ڈیڈی پر غصہ آنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ جب تک میں نے ان کے سوالوں کا جواب نہیں دیا، وہ مجھے اپنی ایجاد نہیں دکھائیں گے۔

" نظر آنے والے اور حرکت کرنے والے عکس (امیجز) بجلی کے ذریعے بھیجے (ٹرانسمٹ کئے) جارہے ہیں۔ ٹیلی وژن کے " بند سرکٹ " میں ٹرانسمیشن بجلی کے تاروں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ جبکہ ایک عام ٹیلی وژن میں یہ ---- عام ریڈیو کی لہروں سے ہوتا ہے۔ دونوں صورتوں میں بجلی کی لہریں (لائٹ ویوز) بجلی کے امپلسز میں ایک ٹی۔ وی۔ میں لگے کیمرہ کی مدد سے، تبدیل ہوجاتی ہیں اور دوبارہ اسکرین پر تصویریں بدل جاتی ہیں (ٹی۔ وی۔ اسکرین کے اندر ایک رسیور کے اندر کیتھوڈ (+) رے ٹیوب پر تصویریں بن کر اسکرین پر نظر آتی ہے)۔ " شیلش نے اعتماد سے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے --- میرا پروسیسر (کسی عمل میں تال میل بٹھانے والی مشین) بجلی کی امپلسز (لہروں، ترنگوں) کو پڑھتا ہے اور انہیں پردے (اسکرین) پر تصویر کی شکل میں بدل دیتا ہے۔ لہٰذا کوئی آدمی کسی بھی طرح کا خواب ایک خاص لمحے میں دیکھ رہا ہو، وہ میری مشین کے پردے پر آجائے گا۔ اور ہاں نہ صرف تم اس خواب کو پردے پر دیکھ سکتے ہو بلکہ اسے ویڈیو کیسٹ میں ریکارڈ کر کے چاہو تو محفوظ بھی رکھ سکتے ہو۔ پہلے میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس کو چلاتے کیسے ہیں؟ " ڈاکٹر رائے چودھری نے کہا۔

وہ کرسی سے اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ اور مشین کے پاس جا کھڑا ہوا۔ پھر اس نے اسٹول گھسیٹا اور ڈیڈی کے برابر میں بیٹھ گیا۔

"یہ جو سامنے "کی بورڈ" ہے اس پر تم ایک لائن میں آٹھ بٹن دیکھ رہے ہو؟"

شیلش اپنے ڈیڈی کے کاندھے کی طرف جھکا اور اس نے دیکھا کہ ایک لائن میں آٹھ مختلف ناموں سے بٹن لگے ہوئے تھے اور ہر بٹن کے نیچے اس کی "کی" (چابی) کا بٹن موجود تھا۔ اور ہر بٹن کے نیچے لکھا تھا۔ "پاور" "اسکینز" "پروسیسر" "اسکرین" "ڈسپلے" "اینٹر" "ایگزٹ" اور "ریکارڈ"

ڈاکٹر رائے چودھری نے شروع کے چار بٹن ایک ایک کرکے دبائے۔ بیک وقت مانیٹر پر چار ہری روشنیاں جل اٹھیں۔ "اب مشین تیار ہے:" انہوں نے واضح طور پر کہا۔

"اچھا پہلے مجھے ایک خواب دکھانے دو۔ میرے ایک شاگرد ہمانشو نرسمین نے ایک بار مجھے اجازت دی تھی کہ میں چاہوں تو اس کے خواب مشین پر دیکھ سکتا ہوں۔"

"آپ نے اس سے اجازت کیوں لی تھی ڈیڈی"؟ شیلش نے معصومیت سے پوچھا۔ اس کے ڈیڈی نے پھر اسے سمجھایا کہ خواب کسی انسان کی ذاتی چیز ہے، ورنہ یہ تو ایک طرح سے کسی دوسرے کی چیز پر قبضہ کرنا ہوا نا! "کیا تم چاہو گے کہ "پھوند" تمہارے خواب دیکھے؟"

"یقیناً نہیں!" شیلش نے زور دے کر کہا۔

یہ سوچ کر شیلش میری بات سمجھ گیا ہے اس کے ڈیڈی نے "ڈسپلے" کا بٹن دبایا اور مانیٹر پر ہری روشنی ہوگئی۔۔۔ تھوڑی دیر بعد اسکرین پر ایک عبارت ابھری۔

"رینڈم چیک (آر) پیرامیٹرز: (Random Check (R)/ Parameters

"گون (جی) = "۔ Given (G)

ڈاکٹر چودھری نے "کی بورڈ" پر "جی" دبایا۔ پردہ صاف ہوگیا اور ایک دوسری

عبارت ابھری۔

"ویلیو آف ڈسٹنس = ۔" (Value of Distance)

انہوں نے نمبر ٹائپ کیا۔ اس وقت نرا سیمن لگ بھگ آٹھ ہزار (8,000) میٹر کے فاصلے پر سو رہا ہے۔ ایک دوسرا پیغام ابھرا۔

"ویلیو آف فری کوئنسی = ۔" (Value of Frequency)

انہوں نے ایک نمبر اور ٹائپ کیا۔

"ویلیو آف ان ٹینسٹی = ۔" (Value of Intensity)

ڈاکٹر رائے چودھری نے ایک نمبر ٹائپ کیا۔ اسکرین صاف ہوا اور پھر پیغام ابھرا۔

"پریس "وائی" ٹو کنٹی نیو/این ٹو ابورٹ" (Press Y to continue N to Abort)

سائنس داں نے "وائی" (Y) دبا دیا۔

ڈمانسٹریشن / مثال و تجربہ

اسکرین ایک دم خالی ہوگیا اور اسکرین پر اوپر تلے دھندلی تصویریں نظر آنے لگیں۔ بالکل اسی طرح جیسے ٹی وی پر جب خراب موسم کی وجہ سے ریسپشن خراب ہوتا ہے تو خراب تصویریں اور خاص قسم کی آواز آنے لگتی ہے۔ شیلش کی بے چینی اب بڑھتی جارہی تھی۔ وہ کوئی خواب دیکھنے کے لئے بے قرار تھا۔ "اگر کوئی شخص خواب نہیں دیکھ رہا ہو تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟" ایک شرارت آمیز خیال اس کے ذہن میں آیا۔ اپنے کتے بوسکی کو بلائے گا اور اس کا خواب ٹیپ کرے گا۔ اپنے اس خیال پر وہ خود ہنسنے لگا۔

مگر سب سے بڑا مسئلہ تو یہ تھا کہ ڈیڈی اس کے کتے کو لیب کے اندر پھٹکنے نہ

دیتے تھے۔

حالانکہ اس نو عمر لڑکے کے دماغ میں ایک ایک بات سمجھ میں آرہی تھی اور اس کا دماغ تیز رفتاری سے اپنے اور اپنے کتے کے بارے میں طرح طرح کی تصویریں بنارہا تھا لیکن وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے پالتو کتے کے خوابوں کا نمونہ (پیٹرن) کس قسم کا ہوگا۔ "بوسکی!" اس نے خاموشی سے ایک انگلی اٹھائی۔ ذرا ٹھہرو! ابھی مجھے پتہ چل جائے گا کہ گہری نیند میں کون سی چیز تمہارے کان میں چبھتی ہے۔"

شیلش کی گہری سوچ کو اس کے ڈیڈی نے توڑا۔۔۔ "شیلو بیٹے! تم تھک تو نہیں گئے؟ اگر تم چاہو تو اس وقت ہم یہیں پر ختم کردیتے ہیں۔ اور باقی آئندہ کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔"

"نہیں نہیں۔۔ ڈیڈی! میں تو صرف۔۔۔۔" شیلش ایک دم کچھ شرمندہ سا ہوگیا۔ پھر بھی ایک شرارتی چمک اس کی آنکھوں میں تھی۔ اس کے ڈیڈی نے ایک اچٹتی سی نگاہ اپنے بیٹے پر ڈالی جس کے دماغ میں طرح طرح کی کھچڑی پک رہی تھی۔

"نکل آؤ۔۔۔ اپنے خوابوں کی دنیا سے!"

"ڈیڈی۔۔۔۔" شیلش نے قہقہہ لگایا۔ وہ اپنی خوشی پر قابو نہیں پا رہا تھا۔ "میں دراصل سوچ رہا تھا کہ کتنی دلچسپ بات ہو اگر ہم بوسکی کے خوابوں کو ٹیپ کریں۔"

"ہو ہو ہو!" اس کے ڈیڈی زور سے ہنسے۔ ہم ضرور کوشش کریں گے۔" انہوں نے وعدہ کیا۔۔۔ "ہم پہلے ذرا یہ اپنی تھیوری ختم کرلیں اس کے بعد ہم عملی جانچ کی طرف چلیں گے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگلا حصہ تو اور بھی دلچسپ ہے۔" اس کے ڈیڈی نے اپنی نظریں اسکرین کی طرف کیں۔

"ایسا لگتا ہے کہ نرا ییمن اس وقت خواب دیکھنے کے موڈ میں نہیں ہے۔ اس لئے تصویریں گڈمڈ آرہی ہیں۔ تم نیند کے بارے میں کیا جانتے ہو شیلو؟" لگتا تھا کہ سوال و جواب کا سلسلہ پھر شروع ہوگیا۔

"یہی کہ ہمارا بدن جب آرام کرتا ہے تو آنکھیں بند ہوجاتی ہیں۔ ہمارے پٹھے (مسلس) آرام کرتے ہیں، ہمارا شعور ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔ جب کوئی سوتا ہے تو پھر کچھ سوچتا نہیں۔ دماغ بالکل خالی ہوتا ہے۔" شیلش نے بتایا۔

"اچھا" اس کے ڈیڈی نے مطمئن ہوکر کہا۔ "ہم لوگ ای۔ ای۔ جی۔ کی بات تو پہلے کر چکے ہیں کہ وہ دماغ میں ہونے والی تبدیلیوں کے چکروں (سائیکلز) کو ریکارڈ کرتا ہے۔" اچھا بتاؤ تم یہ جانتے ہو کہ سوتے میں ہماری آنکھیں چاروں طرف دیکھتی ہیں؟ اور یہ جانتے ہو کہ چاروں طرف دیکھنا (موومنٹ) کو ناپا بھی جاسکتا ہے؟ اور خوابوں کی مختلف سٹیجوں کو سمجھانے میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

"عام طور پر نیند دو طرح کی ہوتی ہے۔ پہلی قسم۔ جلدی سے نہ گھومنے والی آنکھوں کی حرکت (نان ریپڈ آئی موومنٹ یا اسے چھوٹا کرکے ہم کہیں۔ "نرم") والی نیند۔ دوسری۔ آنکھوں کے جلدی گھومنے کی حرکت یا (ریپڈ آئی موومنٹ یا "رم") والی نیند "رم" نیند کے دوران آدمی خواب دیکھ رہا ہوتا ہے اور "نرم" نیند کے دوران سوچ رہا ہوتا ہے۔ لہذا تم جو یہ بات کہہ رہے تھے ناکہ سونے کے دوران آدمی کچھ سوچتا نہیں۔ یہ غلط ہے۔

"عام طور پر تمام انسان ..." ڈاکٹر رائے چودھری نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "جب رات شروع ہوتی ہے تو انسان جاگنے کی حالت میں ہوتا ہے اور پھر دھیرے دھیرے وہ "نرم" نیند میں چلا جاتا ہے اور اس کے بعد بیس منٹ کی "رم" نیند میں، اس کے بعد وہ اسی طرح باری باری "نرم" اور "رم" نیندوں میں سوتا رہتا ہے جس کا وقفہ نوے (90) منٹ اور بیس بیس (20) منٹ کا ہوتا ہے۔

اگر کسی وجہ سے اس سائیکل میں خلل پڑ جائے تو پوری رات کی نیند خراب ہوجاتی ہے۔"

ڈاکٹر رائے چودھری نے مشین کی اسکرین کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ جو تم دھندلی اور

بکھری امیجز عکس دیکھ رہے ہو تو اس کا مطلب ہے کہ نرائیمن "نرم" نیند میں ہے یا یوں کہو کہ وہ سوچ رہا ہے۔ میری مشین خواب تو پڑھ سکتی ہے خیالات نہیں۔ "

" وہ سائنس کی سب سے بڑی ایجاد ہوگی جب کوئی شخص کوئی ایسا آلہ ایجاد کرلے کہ جو یہ بتا دے کہ انسان اس وقت کیا سوچ رہا ہے۔ اب جیسے ہی نرائیمن خواب دیکھنا شروع کرے گا، تم اسکرین پر امیجز دیکھنے لگو گے۔ " ڈاکٹر رائے چودھری نے کہا۔

باپ بیٹے دونوں بڑے جوش و خروش سے اسکرین کی طرف دیکھنے لگے۔ دونوں میں سے کوئی بھی نہ بولا۔ عجیب و غریب عکس اسکرین پر ابھرتے اور غائب ہوتے رہے۔

پانچ منٹ ... دس منٹ ... تیس منٹ ... پھر اچانک دھندلاپن غائب ہونے لگا۔ بالکل اسی طرح جس طرح ہم ٹی۔ وی۔ میں دیکھا کرتے ہیں۔ دھیرے دھیرے اسکرین پر دھندلی شکلیں غائب ہونا شروع ہوئیں۔ پہلے نظر آیا کہ نرائیمن بری طرح سے سائیکل چلا رہا ہے۔ سامنے پہاڑی آگئی تو سائیکل رک گئی۔ پھر سین بدل کر دھندلا ہوگیا اور پہاڑی منظر نظر آنے لگا، جس میں صرف نرائیمن پیڈل پر پاؤں مارتا نظر آرہا تھا۔ ورنہ تو لال، پیلے اور زرد رنگ کی لائنیں کالے پردے پر ناچتی نظر آرہی تھیں۔

اچانک پیڈل چلتے چلتے رک گئے اور سائیکل کا ایک ٹائر الگ ہوکر نیچے کی طرف دوڑنے کی بجائے اوپر کی طرف لڑھکنے لگا۔

ڈاکٹر رائے چودھری تھوڑے بور سے ہوگئے تھے مگر شیلش برابر اسکرین کو تکے جارہا تھا ... رفتہ رفتہ وہ ٹائر ایک عورت میں بدل گیا اور اس نے گانا شروع کردیا۔

" ڈیڈی نرائیمن ایک عورت کے ساتھ ناچ رہا ہے۔ ہو ہو ہو۔ " شیلش نے اس بات سے خوش ہوکر کہا۔

اس کے ڈیڈی نے بھی دیکھا کہ لنگی پہنے نرائیمن ناچ رہا ہے اور وہ بھونڈے پن سے ہنسنے لگے۔

تلاش

جس وقت شیلش اور اس کے ڈیڈی اس بات پر ہنسی کے مارے دوہرے ہوئے جارہے تھے کہ ان کی نظروں کے سامنے نرا سیمن کے خواب کا راز کھل رہا تھا، اسی وقت دو ہزار کلومیٹر کی دوری پر ایک پہاڑی چھوٹی سی بستی میں ایک خفیہ میٹنگ ہو رہی تھی۔ یہ بستی بالکل ویران پڑی تھی، دور دور تک اس میں زندگی کے آثار نہیں نظر آرہے تھے۔ سوائے ایک جھونپڑی کے جو سب سے الگ تھلگ بنی ہوئی تھی، یہ جھونپڑی پتھروں کی بنی ہوئی تھی اور اس پر ایک چھپر پڑا تھا۔ یہ گاؤں کی کسی بھی جھونپڑی کی طرح تھی۔

اس جھونپڑی کے اندر پندرہ آدمی ایک گول میز کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے ان کے چہرے کالی نقابوں میں چھپے ہوئے تھے۔ وہ سب ایک طرح کا خاکی لباس پہنے ہوئے تھے۔ ہر ایک کے سینے پر پیتل کی ایک پلیٹ لگی ہوئی تھی، جس پر اس کے ملک کا نام لکھا تھا۔ وہ نقاب پوش روس، جرمنی، امریکہ، سویڈن، فرانس، چین، ہندوستان، اسپین، انگلینڈ، اسرائیل، نیدرلینڈ، ناروے، آسٹریلیا، جاپان اور کینیڈا کے باشندے تھے۔

یہ لوگ اپنے اپنے ملک کے مشہور اور بہترین سائنس داں تھے اور ان کا ساری دنیا کی سائنسی تحقیق میں اپنا اپنا بڑا حصہ تھا۔ ان سب کا ایک منفی یا غلط انداز کا ایک ملا جلا نظریہ اور خاصیت تھی جس نے ان کی صلاحیتوں کو غلیظ اور داغ دار بنا دیا تھا۔ وہ اپنے ان سارے ساتھیوں سے جلتے تھے جنھوں نے ان سے بہتر کام کیے تھے یا جنھوں نے دنیائے سائنس کو کوئی بہت اہم عطیہ دیا تھا۔ یہ سائنس داں شہرت اور دولت کے بھوکے تھے۔ لہٰذا ان سب نے مل کر ایک گروہ بنایا، جسے "سائنٹسٹس اینانمس فور اے یونائٹڈ ورلڈ (سافیو)" (Scientists Anonymous for A United World - SAFAUW) کا نام دیا۔ ان پندرہ نمائندوں کے علاوہ کسی کو ان خفیہ کارگزاروں کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم تھا۔

روسی آدمی بولا۔۔ "ساتھیو! ہم آج یہاں ایک بہت اہم مسئلے پر بات چیت کرنے کے لے جمع ہوئے ہیں۔ ہمارے گروہ نے ایک افواہ سنی ہے کہ ایک ہندوستانی سائنس داں نے ایک ایسی ایجاد کی ہے جس سے خوابوں کو آنکھوں سے نظر آنے والی امیجز (عکسوں) میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ہمارے ہندوستانی دوست جو یہاں موجود ہیں ان کے پاس اس کی تفصیلات ہیں۔۔ "اس نے ہندوستانی ممبر کی طرف اشارہ کیا۔

"سافیسَو" کسی آدمی کا نام نہیں لیتا تھا بلکہ اس کی شناخت اس کے ملک کا نام لے کر کی جاتی تھی۔ ہندوستانی سائنس داں نے کھنکار کر گلا صاف کیا۔ "بے شک ہم نے سنا ہے کہ ڈاکٹر اجت شترو رائے چودھری نے ایک ایسی ایجاد کی ہے جس سے خوابوں کو نظر آنے والی امیجز کی شکل میں دیکھا جاسکتا ہے۔ فی الحال تو یہ ایک افواہ ہی ہے لیکن ابھی اس کی تصدیق نہیں ہوسکی ہے۔

" ڈاکٹر رائے چودھری۔۔ " ہندوستانی نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔۔ "ہمارے ملک کے چوٹی کے سائنس دانوں میں سے ایک ہیں اور یہ بات بھی درست ہے کہ ایک زمانے سے وہ اس موضوع پر زبردست تحقیق کر رہے ہیں۔ انہوں نے سائنسی رسالے میں کچھ مضامین بھی شائع کئے ہیں۔ جن میں انہوں نے کہا ہے کہ وہ ایک زبردست کھوج کی حد تک پہنچ گئے ہیں۔ بظاہر کوئی تفصیل اس چالاک انسان نے کچھ نہیں بتائی ہے۔"

"تو پھر کیا ہوا؟" ناروییجین نے اشارے سے پوچھا۔

"میں اسی طرف آرہا ہوں ناروے۔۔۔ ڈاکٹر رائے چودھری اچانک چھ ماہ کے لیے ہوا میں غائب ہوگئے۔ وہ کہاں گئے کیا کر رہے ہیں۔۔ کسی کو ان کے بارے میں پتہ نہیں تھا۔ وہ ابھی تین چار روز ہوئے اچانک پھر نمودار ہوگئے۔ جب ان کا بیٹا چھٹیوں میں بورڈنگ ہاؤس سے گھر آیا۔"

"میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر رائے چودھری نے یقینا کوئی سنسنی خیز کھوج کر ڈالی ہے۔"

سویڈن نے کہا۔

" اگر یہ بات سچ مان لی جائے کہ انہوں نے اس طرح کی کھوج کر ڈالی ہے تو پھر انہیں نوبل پرائز مل جائے گا۔ "امریکہ کے سائنس داں نے کہا۔

"اس میں تو بہت پیسہ ہے۔ " اسرائیلی سائنس داں نے جملہ کسا۔ چین نے بھی ٹکڑا دیا۔ "اس کے علاوہ بھی اور بہت سے قومی اور دوسرے ملکوں کے انعامات ہیں۔

"اس کا مطلب ہے اور پیسہ ،زیادہ پیسہ !" اسرائیل بولا۔

" ہمیں کسی بھی غلط یا صحیح طریقے سے ایجاد پر قبضہ کرلینا چاہیے۔ " وہ سب ایک زبان ہوکر چلائے ۔

" ہاں... " جرمن نے زور دیا۔ "لیکن ہمیں بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ ہم کو اینڈری مایانکووسکی کے حادثے کو یاد رکھنا چاہیے۔ "

"یقیناً !" ہندوستانی بولا... " اس شیطان نے پوری جگہ میں چور پکڑنے کا جال پھیلا رکھا تھا اور جب ہمارا گروپ اس جگہ پر پہنچا، تاکہ ان کے سارے کاغذات اور ان کی ایجاد پر قابض ہوجائے تو ایک دھماکے میں ہر چیز آسمان میں اڑ گئی۔ اس نے نہ صرف اپنے آپ کو مار ڈالا بلکہ پوری کوشش کی کہ اس کے ساتھ سب کچھ ختم ہوجائے۔ "

" ڈاکٹر رائے بھی اسی قسم کی کوئی بات کریں گے۔ اگر واقعی انہوں نے اتنی اہم چیز ایجاد کر لی ہے۔ " ڈچ نے آگاہ کیا۔

ہندوستانی سائنس داں کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ " ہاں ، وہ ایسا کرسکتا ہے۔ ڈاکٹر رائے چودھری اپنی حب الوطنی اور اصول پسندی کے لئے بہت مشہور انسان ہے۔ "

" تو پھر اب کیا کرنا چاہیے ؟ "آسٹریلین نے پوچھا۔

" میرے خیال میں سب سے پہلے تو یہ بات یقینی طور پر معلوم کرنا چاہیے کہ کیا واقعی ڈاکٹر رائے چودھری نے ایسی کوئی ایجاد کی ہے؟ اس کے بعد طے ہو کہ ہمارا اگلا قدم

کیا ہونا چاہیئے "اسپین کے آدمی نے سنجیدہ انداز میں بات کہی۔

" ٹھیک ہے تو پھر ہمارے ہندوستانی دوست، اس بات کی تحقیق کی پوری ذمہ داری لیتے ہیں۔" جاپانی نے کہا اور ہندوستانی کی طرف دیکھا جو گھبراہٹ میں ہاتھ مل رہا تھا۔ "کیا آپ ڈاکٹر رائے چودھری سے واقف ہیں؟" ہندوستانی نے اقرار میں سر ہلایا۔

" تب یہ بات بہت آسان ہوگی" فرانسیسی بولا۔ " تم یہ معلوم کرو کہ دراصل اس نے "اپنی آستین میں کیا چھپا رکھا ہے" اور واقعی اگر اس کے پاس کچھ ہے تو پھر نوبل پرائز تمہارا ہے۔"

ہندوستانی کی آنکھوں میں 100 واٹ بلب کی چمک آگئی۔ دو سیکنڈ تو وہ کچھ کھویا کھویا سا رہا، اپنے مستقبل کے بارے میں... اسے نوبل پرائز مل رہا ہے۔ چاروں طرف تالیاں بجائی جارہی ہیں ...

سافیو نے یہ پالیسی بنائی تھی کہ اگر کوئی ممبر کوئی ایجاد، یا اس کے راز اپنے ملک سے چوری کرتا ہے تو اس کا فائدہ اسی کو ملے گا جہاں کا وہ باشندہ ہے۔

اگر ڈاکٹر رائے چودھری کی ایجاد چوری ہوگئی اور دنیا میں اعلان ہوگیا تو اس کا فائدہ اسی پراسرار ہندوستانی سائنس داں کو ملے گا جو اس کو اڑا کر لایا ہے۔ لیکن وہ رقم جو انعام اور عطیے کے طور پر ملے گی وہ سافیو کے پندرہ نمائندوں میں برابر تقسیم کردی جائے گی۔ لیکن اگر وہ ایجاد کسی ایسے ملک کی ہے جس کا یہاں کوئی ممبر نہیں ہے تو اس صورت میں قرعہ اندازی کے ذریعہ اس کا حق دار چن لیا جائے گا۔

انگلستانی کھڑا ہوا ... " ساتھیو! اب یہ طے ہوگیا ہے کہ ہمارے ہندوستانی دوست اس مشین کی کھوج کے لئے روانہ ہورہے ہیں۔ جب وہ اپنا کام مکمل کرلیں گے تو ایک بار پھر ہم اسی جگہ پر اکٹھا ہوں گے۔ لہذا اس وقت تک کے لئے خدا حافظ!"

ایک ہم راز

شیلش اگلے دن بہت خوش خوش سو کر اٹھا۔ اس نے اپنے کمرے میں اپنی میز پر رکھی گھڑی میں وقت دیکھا۔ آٹھ بجے تھے اس نے جماہی لی۔ وہ اتنا خوش تھا کہ وہ رات کو بہت کم سو پایا تھا۔ ساری رات وہ اس عجیب و غریب مشین کے بارے میں سوچتا رہا کہ کتنے مزے کی بات ہے کہ اس کے ذریعے اسے کیسی کیسی دلچسپ باتیں پتہ چل سکتی ہیں وہ بوسکی اور اپنی دوست لتا کے خواب دیکھے گا۔

لتا مہتہ ۔۔ اپنی پندرہ سالہ عمر سے زیادہ سمجھ دار تھی۔ اپنے دوست شیلش کی طرح ریاضی میتھس اسے نہیں پسند تھی مگر ہاں۔۔۔ سائنس اور جغرافیہ اور انگریزی ادب کی بہت دل دادہ تھی ۔ وہ دونوں بچپن سے ایک ساتھ کھیلے تھے ۔

لتا اس کے گھر سے دو بلاک کے فاصلے پر رہتی تھی۔ اس کے والد ایک کھاتے پیتے شیئر ہولڈر تھے۔ اس کی ماں گھریلو خاتون تھیں۔ دونوں خاندانوں میں دوستی تھی۔ ایک دوسرے کے گھر آنا جانا تھا۔ جب شیلش کی والدہ کا انتقال ہوا اور اسے بورڈنگ ہاؤس اسکول بھیج دیا گیا تب بھی دونوں میں خط و کتابت ہوا کرتی تھی۔

شیلش جتنی بھی لڑکیوں کو جانتا تھا لتا ان سب سے الگ تھی ۔ وہ بے حد ذہین اور خوبصورت تو تھی ہی لیکن وہ اس قسم کی لڑکی تھی کہ وہ کسی کی بات کو غیر سنجیدگی سے نہیں لیتی تھی۔ شیلش کو ایک واقعہ اب بھی یاد تھا جب اس نے اس کی پونی ٹیل کو کھینچا تھا تو اس نے پلٹ کر ایک زوردار ٹھوکر ماری تھی ۔ لتا نے اسے یہ بات سمجھائی تھی کہ لڑکوں کو لڑکیوں سے برابر کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ شیلش نے لڑکیوں کا مذاق اڑانا اور انہیں کمزور سمجھنا اور کم عقل کہنا بند کر دیا تھا۔

لتا اپنے ماموں کے پاس " چھارہ " دور ۔۔ ایک گجراتی گاؤں گئی ہوئی تھی اور آج ہی

واپس آرہی تھی۔ یہ سوچ کر شیلش اچھل کر پلنگ سے اترا اور غسل خانے کی طرف لپکا۔ دس منٹ کے اندر اس نے غسل کیا، جینز پہنی، ٹی شرٹ پہن کر بالکل نئے "سنیکرز" (جوتے) پہنے پھر وہ کھانے کے کمرے کی طرف لپکا۔ جہاں اس کے ڈیڈی ناشتہ بنائے تیار بیٹھے تھے۔ کافی، توس، پھل، ابلے آلو اور آملیٹ تھا۔ شیلش کے پیٹ میں گڑگڑ ہورہی تھی۔

"صبح بخیر شیلو!" شیلو کے ڈیڈی نے اسے سلام کیا۔

"صبح بخیر ڈیڈی" شیلش نے خوشی خوشی جواب دیا۔

"کیا تم کہیں جارہے ہو؟" اس کے ڈیڈی نے کیلا کھاتے ہوئے کہا۔

شیلش نے توس پہ مکھن لگاتے ہوئے کہا۔۔ "میں ذرا لتا کے گھر جانے کا ارادہ کررہا تھا۔ اس کو آج واپس آنا ہے" وہ نوجوان ایک منٹ گہری سوچ میں پڑگیا۔ اس کے ڈیڈی نے اس بات کو محسوس کیا۔

"کیا تم کسی بات سے پریشان ہو؟" شیلش کچھ سوچ کر بولا۔

"ڈیڈی کیا میں لتا کو خواب مشین دکھانے لا سکتا ہوں؟"

"ضرور ۔۔ ضرور لے آؤ شیلو!" ڈاکٹر رائے چودھری ہمیشہ لتا کو اپنی بیٹی کی طرح سمجھتے تھے۔

"شکریہ ڈیڈی!" شیلش کو اطمینان ہوگیا۔

اسی وقت ڈرائنگ روم میں فون کی گھنٹی بجی۔ شیلش نے دوڑ کر اٹھایا اور پھر ہنستا ہوا آیا۔ "لتا واپس آگئی ہے، وہ کہہ رہی ہے کہ پندرہ بیس منٹ میں آرہی ہے۔ اپنی دوست کی واپسی کی خوشی اور پھر خواب مشین کی خوشی میں۔۔ شیلش گھر میں یوں ہی چکر پر چکر لگا رہا تھا۔ اس کا ذہن دماغ اس کے چٹکیاں لے رہا تھا کہ دوسروں کے خواب کیسے ٹیپ کیے جاسکتے ہیں۔

لتا حیران تھی کہ آخر صبح صبح شیلش نے کیا منصوبہ بنالیا ہے ۔۔۔ اس نے پیچھے صحن

سے سائیکل اٹھائی اور دو ایک باتیں کرکے وہ اپنے دوست کے گھر روانہ ہوگئی۔

دس منٹ بعد بوسکی نے شور شرابے اور طرح طرح کی آوازوں کے ساتھ اس کا خیرمقدم کیا۔

"تم بہت موٹے ہورہے ہو" جب کتے نے اس کا اندر جانا دوبھر کر دیا تو اس نے کتے کو جھڑکا۔

"ہلو۔۔" اس نے دروازے سے کہا۔۔ "آؤ! میں تمہیں ایک چیز دکھاؤں"

"کیا ہے وہ۔ جلدی کرو مجھے جلدی ہی گھر لوٹنا ہے۔"

"کوئی کام ہے ؟"

"نہیں میں بہت تھک گئی ہوں اور میری طبیعت بھی ٹھیک نہیں لگ رہی ہے۔"

"اوہو! چلو میرے ساتھ میرے پاس تمہاری بیماری کا علاج ہے" شیلش نے بڑے نرم و ملائم لہجے میں اس سے کہا۔ وہ لتا کو ڈیڈی کے کمرے میں لے گیا۔ لتا حیران ہوئی۔ "تمہیں شاید یاد نہیں رہا کہ تم اپنے ڈیڈی کی اسٹڈی روم (پڑھنے کے کمرے) میں اس طرح نہیں جاسکتے۔ وہ تمہیں مار مار کر بھوت بنا دیں گے۔"

"نہیں ۔۔ بالکل نہیں! ڈیڈی نے ہم دونوں کو اپنی لیب میں آنے کی اجازت دے دی ہے۔"

یہ سن کر لتا بہت خوش ہوئی کہ رائے چودھری انکل نے اس پر بھروسہ کیا اور اپنی اسٹڈی میں آنے کی اجازت دے دی۔ اس کا مطلب ہے انکل مجھے پسند کرتے ہیں، یہ سوچ کر وہ بہت خوش ہوئی۔

"لیکن ہم ان کی سٹڈی میں جاکیوں رہے ہیں؟" لتا نے اپنے دوست سے پوچھا۔ "تمہارا کیا ارادہ ہے بھئی! جب تم اس طرح کے موڈ میں ہوتے ہو نا تو مجھے تمہاری باتوں پر یقین نہیں آتا۔ تمہیں یقین ہے کہ انکل ہمارے لیب کے اندر آنے پر برا نہیں مانیں

گے؟ خدا بچائے! ایسا نہ ہو کہ وہ ہم دونوں کو دھر لیں؟"

"لتا! کیا تم میرے ڈیڈی کے پارلر (بیٹھک) تک نہیں آوَگی؟ لتا میری بات کا یقین کرو۔" شیلش نے مسکرا کر کہا۔

جب وہ اسے اندر لے جارہا تھا کہ تو شیلش نے لتا کو بتایا کہ ایک دن پہلے میری آنکھوں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ سب ناقابل یقین ہے۔ لتا کی خوشی سے چیخ نکل گئی۔ "ہے بھگوان! مجھے یقین نہیں آتا ہے۔ شیلو! مجھے یقین نہیں آتا۔ ذرا میری چٹکی تو کاٹو! انکل مجھے اپنا راز بتانے کی اجازت دیں گے؟ اوہ! کتنا مزہ آئے گا۔۔ شیلو! یاد ہے وہ کتاب۔۔ جو میں نے پچھلی گرمیوں کی چھٹیوں میں پڑھی تھی؟ وہی جس میں تھا کہ انسانی زندگی میں خوابوں کی کتنی اہمیت ہے۔ اس کتاب میں بہت سی باتیں بتائی گئی تھیں اور یہ بھی کہ خوابوں کی تعبیر کس طرح بتائی جاسکتی ہے۔"

جب یہ خوشی ذرا کچھ کم ہوئی کہ یہ لوگ اتنے بڑے سائنس داں کے کمرے میں ہیں، اور پھر یہ کہ وہ ہمیں اپنا شریک راز بھی بنا رہے ہیں، تو شیلش نے لتا کو ہر وہ بات تفصیل سے بتائی جو اس کے ڈیڈی نے اسے بتائی تھی۔

دونوں نے مل کر طے کیا کہ لتا کی نوکرانی اجیتھما کے خواب ٹیپ کریں۔ اجیتھما اور اس کا شوہر شنکر مورتھی راجن، لتا کے گھر میں الگ الگ وقت میں کام کرتے تھے۔ عام طور پر اجیتھما دوپہر تک سوتی اور رات کو دیر تک کام کرتی اور اس کا شوہر گھر کے دوسرے کاموں میں ہاتھ بٹاتا تھا۔ لہذا لتا کا انتخاب خواب کو ٹیپ کرنے کے سلسلے میں نہایت مناسب تھا۔

شیلش نے پہلے چار بٹن دبائے اور کچھ دیر شروعات ہونے کے پیغام کا اسکرین پر آنے کا انتظار کرنے لگا۔ جس طرح اس کے ڈیڈی نے بتایا تھا۔

رینڈم چیک آر / پیرامیٹرز (مختلف خاصیتیں)

گوِن (جی) ۔۔

جب اسکرین پر یہ پیغام آگیا تو شیلش نے لتا کو سمجھایا۔ "چونکہ ہم اجیتھا کی مختلف بدلتی ہوئی خاصیتوں سے واقف نہیں ہیں لہذا ہمیں آر دبانا پڑے گا۔

دوسرے پیغام نے پھر دوسری تبدیلی مانگی۔

کونسٹنٹ : ڈسٹنس (ڈی)

فری کوئنسی (الف)

اِن ٹینیٹی (آئی) ۔۔

بغیر کسی جھجک کے ایک لمحہ کی تاخیر کیے بغیر شیلش نے ڈی دبا دیا۔ اس نے لتا کو بتایا کہ اس کے پاس اب صرف یہی ایک طریقہ رہ گیا تھا۔ ان کو اجیتھا کے بارے میں سب معلومات تو تھیں صرف مشین سے اس کے سونے تک کا فاصلہ معلوم کرنا تھا، تو۔۔

"ویلیو آف ڈسٹنس ۔۔

"تمہارا گھر ہمارے گھر سے تقریبا 1200 میٹر کی دوری پر ہے۔ اب کمپیوٹر کیا کرے گا کہ ان پائنٹس کو سینٹر مان کر 1200 میٹر پر ایک گولا بنائے گا۔ پھر یہ ہر اس آدمی کے خوابوں کو ٹیپ کرے گا جو اس فاصلے پر سو رہے ہوں گے۔ اگر اس فاصلے پر ایک آدمی سے زیادہ اسی وقت خواب دیکھ رہے ہوں تو مشین پھر دو میں سے ایک پیرامیٹر کو کونسٹنٹ رکھے گی۔ وغیرہ وغیرہ

فرض کرو ایک سے زیادہ لوگ ایک ہی وقت میں ایک ہی فری کوئنسی اور ان ٹنسٹی سے خواب دیکھ رہے ہیں، تو مشین کسی ایک کو چن کر پہلے اسے دکھائے گی۔ اگر تم دیکھنا نہیں چاہتیں تو مشین دوسرے کی طرف منتقل ہوجائے گی۔ وغیرہ۔ شیلش نے ایک سانس میں سارا عمل دوہرا دیا۔

جیسے ہی شیلش نے نمبر ٹائپ کیا تو عجیب و غریب امیجز بننے لگیں ۔۔ "اب ۔۔ لتا یہ

دیکھو، جو تم نے اب تک کبھی نہیں دیکھا ہوگا" اس نے خوش ہوکر کہا۔ حیرت کی بات تھی کہ کالے، سفید، جھلملاتے عکس آنا شروع ہوگئے، سرمئی رنگ ذرا بھی نہ تھا۔

اجیتھما کسی کو ڈانٹ رہی تھی، دوسری شکل صاف نظر نہیں آرہی تھی۔

"یہ شکل اس کے شوہر سے ملتی جلتی ہے۔" لتا نے ذرا صاف ہوتی ہوئی تصویر کو دیکھ کر کہا۔

اب کالی سی امیج رفتہ رفتہ صاف ہونے لگی، جو جھلملا رہی تھی۔ لتا نے کہا "وہ دیکھو پیسوں کا ڈھیر لگا ہے اور اجیتھما اب اس کی طرف ہاتھ بڑھانے کی کوشش کررہی ہے۔"

"یہ دیکھو شیلو!" لتا نے دھیرے سے کہا۔ "میں نے خوابوں کی ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ جب انسان کو خواب میں دولت نظر آتی ہے تو اسے اس وقت اپنی حفاظت کا بڑا خیال آتا ہے۔"

"تمہیں تو اچھی طرح معلوم ہے کہ اجیتھما کو پیسوں کی کتنی ضرورت ہے۔ اسے اپنا گزارہ کرنے کے لئے بڑی محنت کرنا پڑتی ہے۔"

"ہاں! ورنہ اسے برتن مانجھنے کی یا پونچھا لگانے کی کیا ضرورت تھی؟" شیلش نے کہا۔

"لیکن شیلو تم سمجھتے نہیں۔ اجیتھما کی بیٹی بھی ہے۔ اسے اس کا بھی تو پیٹ بھرنا ہوتا ہے۔ جاہل مورتھی راجن اسے اسکول بھی نہیں بھیجنا چاہتا تھا۔ ارے وہ دیکھو وہ کس بے قراری سے کچھ ڈھونڈ رہی ہے۔"

تصویر نے اب تھوڑا بہت رنگ اختیار کرلیا تھا۔ نوکرانی کا چہرہ دھواں دھواں ہورہا تھا۔ وہ ہوا میں اس طرح ہاتھ مار رہی تھی جیسے کسی چیز تک پہنچنے کی کوشش کررہی ہو۔

تصویر میں کچھ صاف نظر نہیں آرہی تھی اور بار بار دھندلی ہوجاتی تھیں ان سب کو بہتر بنانے کے لئے شیلش نے ایک پائنٹ دبایا۔ مگر وہ کچھ کر نہ سکا، تصویریں ایک دم سے غائب ہوگئیں اور اسکرین خالی نظر آنے لگا۔

"تو یہ تھا اجیتھا کا خواب" لتا نے کہا۔

شیلش نے سیدھے ہوکر کمر سیدھی کی۔ "دیکھا تمہاری شاندار دوست کتنی شاندار خواب دیکھ رہی تھی۔"

کتے کے خواب!

لتا نے اس کی طرف دیکھا۔ "میرے ذہن میں تو بھی اب بوسکی ہے" اس نے شرارت آمیز انداز میں کہا۔۔ "لیکن بوسکی کا مشین پر دیکھنا ذرا مشکل ہوگا، اس لئے کہ کتے انسان کی طرح تو سوتے نہیں۔۔" وہ دونوں مل کر کوئی ترکیب سوچ رہے تھے۔

"چلو ہم اسے نیند کی گولی دیں!" شیلش نے ایک پلان بنایا۔

"بڑے ذہین بنتے ہو! پتہ ہے نیند کی گولی کھاکر بوسکی اتنی گہری نیند سوئے گا کہ کوئی خواب واب نہیں دیکھے گا۔" لتا نے مذاق اڑایا۔

"ہاں۔۔ آں۔۔ یہ ہے تو مسئلہ۔ میں مانتا ہوں۔ چلو ہم اسے ایک چوتھائی گولی دیتے ہیں۔"

دونوں پھر دوڑ کر لتا کے گھر گئے۔ لتا کو معلوم تھا کہ اس کی ممی کبھی کبھی نیند کی دوا کھاتی ہیں۔۔ شیلش نے لتا کی ممی کو باتوں میں لگائے رکھا اور اتنی دیر میں لتا اپنے والدین کے کمرے میں گئی اور دواؤں کی الماری سے ایک گولی نکال لائی۔

"ممی!" وہ اپنے آپ بڑبڑائی۔ "معاف کیجئے گا یہ میں اپنے لئے نہیں لے رہی بلکہ اپنے پیارے سے کتے پر آزمانے کے لئے لے رہی ہوں۔۔" لتا نے گولی اپنے پرس میں رکھتے ہوئے منہ ہی منہ میں کہا۔ اور بھاگ کر آگئی۔

"شیلش! آجاؤ میری کتاب مل گئی۔"

شیلش کے گھر واپس آکر دونوں نے دوا کتے کے دودھ میں ملادی۔ منٹوں میں بوسکی نے اونگھ کر سر جھکانا شروع کر دیا۔

شیلش بوسکی کو اپنے کمرے میں لے گیا اور اسے اپنے بستر پر لٹا دیا۔ اس کے بچپن کی تھوڑی بہت یادگاریں ابھی بھی موجود تھیں۔ خاص طور سے وہ تمام یادگاریں جو اس کی ماں کی اپنے اکلوتے بیٹے کے لیے تھیں۔ ایک دیوار پر بڑے بڑے سائز کے "ڈونلڈ ڈک" اور "مکی ماؤس" کے کٹ آؤٹ (لکڑی یا بورڈ پر منڈھی تصویریں) رکھے تھے جو بڑے پیار سے اس کے پلنگ کی طرف دیکھ رہے تھے۔

ایک کونے میں اسٹیل کا بنا ایک جھولا پڑا تھا جس پر اب چھوٹی موٹی مختلف چیزیں پڑی تھیں۔ چند کہانیوں کی کتابیں، جن میں پنچ تنتر، اور جتا کہانیاں اور کچھ لمبے لمبے کانوں والے کتوں والے کامکس، شامل تھے۔ کچھ بے جوڑ موزے، رومال، پرانے اور نئے پینٹ باکس، سکٹرز اور الابلا۔ اس کے پڑھنے کی میز عین کھڑکی کے سامنے تھی۔ اس کے برابر میں دیوار میں بنی ایک الماری تھی جس میں مختلف قسم کی کتابیں بھری پڑی تھیں۔ ایک خالی قلم دان، میز پر ایک فریم میں لگی ایک تصویر رکھی تھی جس میں چھوٹا سا، گول مٹول شیلش اپنے والدین کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اسے کچھ کچھ یاد تھا کہ وہ اس کی پانچویں سال گرہ کی تصویر تھی۔

الماری کا نچلا آدھا حصہ کھیل کی چیزوں سے بھرا تھا۔ ٹینس کے ریکٹ، مختلف سائز کے بالز، بلے اور زنگ آلود سائیکل کے پرزے اوپر تلے پڑے تھے۔

دروازے سے ملی ایک الماری تھی جس کے اندر اس کے کپڑے اور متفرق چیزیں رکھی تھیں۔ الماری اور دروازے کے درمیان ایک بڑا سا چینی مٹی کا بنا نیلے سفید پھولوں کا گل دان رکھا تھا۔ دوسری دیوار میں ایک چھوٹی سی الماری میں اس کا آئینہ لگا تھا۔

"بوسکی سو جاؤ۔ پیارے پیارے خواب دیکھو!" اس نے بوسکی سے کہا اور پھر وہ دونوں نیچے خفیہ تہہ خانے میں جو لیب اور پڑھنے کا کمرہ تھا، چلے گئے۔

"کچھ بھی نہیں ہورہا۔" لتا بولی دونوں لگ بھگ ایک گھنٹے تک انتظار کرتے رہے بوسکی کے خواب دیکھنے کا۔ اسکرین بالکل خالی پڑا تھا اور لتا کو بھوک لگنا شروع ہوگئی تھی۔

"شیلو! میرا خیال ہے کہ اب میں۔۔ کامیاب ہوگئی۔ اسے دیکھو! مانیٹر کی روشنیاں جلنے بجھنے لگیں۔

"بوسکی خواب دیکھ رہا ہے۔ اسے وہ دیکھو! ہمارا اخبار والا لڑکا ہے۔ یا خدا! کیا بوسکی اسے پیار کرتا ہے یا اور کچھ!"

ڈاکٹر رائے چودھری بھی اسی وقت کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کو بھی کتے کے خواب کی نوعیت جاننے کی جستجو تھی۔ کیا وہ خواب دیکھے گا؟ وہ اپنے سامنے جھلملاتے امیجز کو دیکھ رہے تھے۔ یہ بالکل صبح جیسا نظارہ تھا، جو انہوں نے آج اپنے گھر میں دیکھا تھا۔ بوسکی کو ہمیشہ پتہ رہتا تھا کہ کس وقت اخبار والا لڑکا گھنٹی بجائے گا اور اس کے بعد وہ پاگل سا ہوجاتا تھا اور گیٹ پر پہنچ کر اس کی ٹانگوں میں اس طرح سے منہ مارتا تھا کہ جیسے پنڈلی میں کاٹ لے گا۔

لتا اور شیلش ہنسی کے مارے لوٹے جارہے تھے۔ "بوسکی کتنا پیارا ہے انکل! لیکن کیا آپ نے یہ محسوس نہیں کیا کہ وہ صرف بھونک رہا ہے کاٹ نہیں رہا"

بے شک، اخبار والا لڑکا گیٹ میں داخل ہوتے ہوئے اس کو تھپتھپا رہا تھا۔ اس وقت تو پتہ نہیں اسے کہاں سے ایک ہڈی مل گئی ہے جو اس نے بوسکی کو دے دی اور اس مہربانی پر اس نے بھونکنا بند کر دیا۔

جب انہوں نے یہ دیکھا تو تینوں ہنسنے لگے۔

"اچھا تو یہ ہے وہ! جس کی وجہ سے بوسکی اس لڑکے کی طرف کھچتا ہے۔ بے چارہ

ہوسکی!" خواب میں سارا وقت وہ ہڈی کے لئے اچھل پھاند مچاتا رہا۔ شیلش قہقہے لگا رہا تھا۔

دروازے پر قدموں کی آہٹ!

اس شام جب شیلش لتا کے گھر سے لوٹا تو اس نے اپنے ڈیڈی کو ڈرائنگ روم میں تین آدمیوں سے بڑے جوش میں گفتگو کرتے دیکھا۔

"آپ لوگوں کو میرا سلام!" کمرے میں داخل ہوتے ہوئے شیلش نے کہا۔

ان سب نے نظر اٹھاکر صحت مند نوجوان کو دیکھا۔

"جیتے رہو شیلو! میرے ساتھیوں سے ملو۔" اس کے ڈیڈی نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھے اور شیلش کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بولے۔

"دوستو! یہ شیلش ہے، میرا بیٹا!"

"ہلو" شیلش نے ان لوگوں کو دوبارہ مخاطب کیا۔

"بیٹے ان سے ملو ڈاکٹر جوناتھن بارتھولومیو پریرا، پروفیسر جیوتی پرکاش بنرجی اور ڈاکٹر جگدیش پرشاد نُتھرا۔ ہم سب لوگ لگ بھگ ایک ہی لائن میں تحقیق کر رہے ہیں۔ میرے دوست دو روز تک ہمارے مہمان رہیں گے۔"

یہ کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ ڈاکٹر رائے چودھری کا گھر اتنا بڑا تھا کہ اس طرح اچانک مہمان آجائیں تو ان کا ٹھہرنا مشکل نہ تھا۔ ڈرائنگ روم سے ملے دو مہمانوں کے کمرے بالکل ہر چیز سے تیار تھے اور تیسرا کمرہ مسز ایگنس کا تھا جو عارضی طور پر استعمال ہوسکتا تھا۔ مہمانوں کی مزید سہولت کے لیے گھر میں داخلے کے دو دروازے تھے، ایک ڈرائنگ روم سے اور دوسرا باورچی خانے کی طرف سے۔

شیلش کو دیکھ کر تینوں آدمی مسکرائے اور نہایت بزرگانہ انداز میں شیلش کو دعا دی۔

اس نے ان لوگوں سے ہاتھ ملایا۔

"ہلو! تو یہ گویا ابھرتا ہوا سائنس داں ہے۔" ڈاکٹر لتھرا نے مسکرا کر اس کی پیٹھ تھپتھپائی۔ وہ سنجیدہ چہرہ، لمبا قد اور خوش لباس انسان تھے۔ وہ تین پیس کا کالا سوٹ پہنے تھے اور معزز اور اعلیٰ افسر لگ رہے تھے۔ ڈاکٹر لتھرا کی داڑھی صاف تھی، اچھی شکل کے انسان۔ شیلش کو وہ بہت پسند آئے۔

"جی!" ڈاکٹر رائے چودھری نے فخر سے کہا۔ "اور حقیقت میں یہ مجھ سے زیادہ بہتر سائنس داں ہوگا۔!"

"اگر اس کے داڑھی اور ہوتی تو یہ تو بالکل "اسٹرو فزیسسٹ" لگتا۔" ڈاکٹر پیریرا نے مذاق میں کہا۔

یہ آدمی دبلا پتلا، تیکھے نقوش کا تھا جس کی ناک بالکل پنسل کی طرح تھی اور چھوٹی چھوٹی مونچھیں تھیں۔ جس سے وہ بالکل بدمعاش (ولین) جیسا لگ رہا تھا اور سنہری فریم کا چشمہ لگائے تھا۔ بالوں میں بے تحاشا تیل چپڑا ہوا، کالے رنگ کا پتلون اور سفید اور کالی لائنوں کی قمیص پہنے تھا۔ وہ کسی فلم کے ڈاکو کی طرح لگ رہا تھا۔ شیلش کو ان کا مذاق پسند نہیں آیا۔

پروفیسر بنرجی، سائنس داں کے بجائے شاعر زیادہ لگ رہے تھے۔ ان کا قد لمبا تھا مگر بال تو لگتا تھا بیس برس پہلے سفید ہونا شروع ہو گئے تھے، شیلش نے سوچا۔ ان کی بھدی سی داڑھی بھی سفید ہو رہی تھی ورنہ ۔۔ وہ ایک صاف ستھرے انسان تھے۔ وہ کلف سے کھڑکھڑاتا بھورے رنگ کا کھادی کرتہ اور سفید پاجامہ پہنے تھے۔ ان کی چپلیں نئی لگ رہی تھیں۔ شیلش کو پتہ نہیں کیوں وہ قابل رحم لگ رہے تھے ۔

"فزکس میں کتنے نمبر ملے تھے ؟" پروفیسر بنرجی نے جاننا چاہا۔

شیلش کو اپنے نمبر بتانے سے سخت نفرت تھی۔ خاص طور پر جب وہ کم بھی ہوں۔

"لگ بھگ چالیس!" وہ جھجکتے اور اٹکتے ہوئے بولا۔

اس کے ڈیڈی ہمیشہ اس کا بچاؤ کرتے تھے "یہ تو بہت اچھے ہیں مجھے تو دسویں جماعت کے ابتدائی امتحان میں صرف تین ہی ملے تھے میرے والد بہت سخت تھے انہوں نے پھر پوری فزکس کی کتاب نقل کرائی۔"

ڈاکٹر رائے چودھری کے اس واقعے کو سن کر سب لوگ ہنس پڑے۔ شیلش کو پتہ تھا کہ اس کے ڈیڈی کو بھلے ہی ابتدائی امتحان میں تین نمبر ملے ہوں مگر دسویں جماعت کے بورڈ کے امتحان میں انہوں نے سو فیصدی نمبر لیے تھے اور بارہویں جماعت میں ان کو 98 فیصدی نمبر ملے تھے، انہوں نے بی۔ ٹیک۔ اور ایم۔ ٹیک۔ کے امتحانات میں نئے ریکارڈ قائم کیے تھے۔

دھیرے دھیرے بات چیت کا موضوع اس کے اسکول اور ہوسٹل سے بدل کر پھر ڈیڈی اور ان کی بات چیت کے موضوعات پر آگیا۔

ان کی بات چیت شیلش کے سر پر سے گزرنے لگی۔ اس نے سوچا کہ آج ذرا آرام کیا جائے۔ وہ اٹھا اور مسکرا کر ان لوگوں سے اجازت لی اور چلا آیا۔ اسے بڑے زور سے بھوک لگ رہی تھی۔ اور نیند بھی آرہی تھی۔

شیلش کو پتہ تھا کہ اسے اکیلے ہی کھانا پکانا ہوگا۔ اس لئے کہ اس کے ڈیڈی تو جب تک ان لوگوں سے بات چیت ختم نہیں کر لیں گے کھانا نہیں بنا سکیں گے۔

دس منٹ کے اندر اس نے چاول اور ترکاری کا سالن بنایا، کھایا، نہایا اور کپڑے بدل کر نائٹ سوٹ پہن کر بستر میں گھس گیا اور پندرہ منٹ کے اندر وہ سو بھی گیا۔

شیلش کو نیند ہلکی آتی تھی، وہ ہمیشہ دروازہ بھیڑ کر سوتا تھا، بند نہیں کرتا تھا اور ہلکی روشنی کا رات کا بلب جلا کر سوتا تھا۔

اس رات وہ اپنے دلچسپ خوابوں میں ڈوبا تھا کہ اچانک اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس

کے کمرے کے دروازے کا ہینڈل کسی نے دھیمے سے باہر سے گھمایا۔ کوئی باہر سے اندر آنا چاہتا تھا۔

اس نے سانس روکے رکھا اور انتظار کیا۔ اس کو پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ خواب دیکھ رہا ہے یا حقیقت میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

"کوئی بھی ہو، مگر یہ اس کے ڈیڈی نہیں ہوں گے۔ اس لئے کہ ایک سائنس داں کسی کے کمرے میں اس طرح چوری چھپے نہیں آئے گا اور وہ بھی اتنی رات کو؟" اس نے سوچا۔

"کون ہے؟" نو عمر لڑکے نے مردانہ بھاری آواز بنا کر پوچھا۔

دروازہ ہلنا بند ہوگیا اور تھوڑی دیر کے لئے خاموشی ہوگئی۔ شیلش پلنگ سے چھلانگ مار کر نیچے اترا اور میز کا لیمپ جلایا اور دروازے کی طرف گیا۔ وہ لگ بھگ آدھا انچ کھلا ہوا تھا۔

"شاید ہوا ہو" اس نے یہ خیال رد کر دیا۔ کتنی حماقت کی بات ہے۔ ہوا دروازہ تو تھوڑا سا کھول سکتی ہے مگر ہینڈل تو نہیں گھما سکتی۔"

اس نے دروازہ کھولا اور باہر کی طرف جھانکا۔ باہر بالکل سناٹا تھا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا کوئی بھی نہیں تھا۔ شیلش اپنے گھر کے ایک ایک کونے سے واقف تھا، بالکل اس طرح جیسے کوئی اپنی ہتھیلی کی دونوں طرفوں سے واقف ہو۔ آنکھیں بند کرکے وہ گھر میں کہیں بھی جا سکتا تھا۔

جب وہ اور لتا بچے تھے تو دونوں کھیلا کرتے تھے اور گھر کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک آنکھیں بند کرکے ایک دوسرے کو پکڑا کرتے تھے۔ جس کے نمبر کم ہوتے تو وہ ہار جاتا اور اس طرح سے کبھی وہ اور کبھی لتا ہارا جیتا کرتے تھے۔ بڑا مزہ آتا تھا۔

لیکن اس وقت اس کو کچھ مزہ نہیں آرہا تھا۔ اس کو لگا کہ کوئی اس کے کمرے تک آیا

اور پھر بے حد پراسرار طریقے سے غائب ہوگیا۔ شیلش نے سوچا۔ کاش! میں نے بوسکی کو رات اس کے گھر میں بند نہ کیا ہوتا۔ لیکن ڈیڈی بضد تھے کہ نہیں وہ اپنے گھر ہی میں بند کیا جائے۔ اس سے ہمیشہ خطرہ رہتا ہے۔ دراصل وہ اس روز اس کے پنڈلی پر حملہ کرنے کی حرکت کو مشین پر دیکھ چکے تھے۔

جب گھر میں مہمان ہوں تو پہلے کتے کو دن کے وقت مہمانوں کا عادی بنانا چاہیے۔ اس کے بعد اس کو رات کو کھلا رکھا جاسکتا ہے تاکہ وہ گھر کے چاروں طرف نگرانی کرسکے۔

شیلش کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ گھر کے چاروں طرف نگرانی کرسکے۔

شیلش کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے اور کس طرح گھر میں گھسنے والے کو پکڑے؟ اس نے تو کسی کے قدموں کی آہٹ بھی نہیں سنی تھی۔ اس نے بوسکی کی طرح کان لگاکر کچھ سننا چاہا مگر کوئی آواز نہیں سنائی دی۔ آخر میں اس نے سوچا کہ اس وقت تو میں اپنے کمرے میں جاؤں اور صبح ہونے پہ ڈیڈی کو پورے واقعہ کے بارے میں بتاؤں!

خطرہ میں!

شیلش صبح جلدی اٹھ گیا اور بڑی الجھن میں تھا کہ کس طرح اس کے ڈیڈی اسے اکیلے میں ملیں تو ان کو پورا واقعہ سنائے۔ ان کے مہمان تو ہر وقت ان کے ساتھ رہتے ہیں۔ کوئی جھوٹا بہانہ اس کی سمجھ میں نہیں آیا۔ آخر وہ بے دلی سے تیار ہوا اور ناشتے کی میز پر پہنچ گیا۔

اپنے ڈیڈی کو میز پر اکیلا پاکر اسے بے حد مسرت ہوئی۔ وہ تینوں سائنس داں موجود نہیں تھے۔ "وہ تینوں باہر گئے ہیں۔" اس کے ڈیڈی سمجھ رہے تھے کہ شیلش ان کی غیر موجودگی کے بارے میں پوچھے گا۔ "اب وہ لوگ رات کو کھانے کے وقت تک آئیں گے۔" شیلش نے اطمینان کی سانس لی۔ اس کے ڈیڈی نے کیلا چھیلتے ہوئے اس کی خاموشی کو محسوس کیا۔

"پروفیسر بنرجی، تنہا انسٹی ٹیوٹ آف نیوکلیر فزکس کسی کام سے گئے ہیں اور ڈاکٹر لتھرا نیشنل فنڈامینٹل ریسرچ سینٹر (این۔ ایف۔ آر۔ سی۔) ایک سمینار میں شرکت کے لئے گئے ہیں اور ڈاکٹر جوناتھن پریرا اپنی بھتیجی سے ملنے گئے ہیں، جو شہر کے دوسرے کنارے پر رہتی ہے۔" ڈاکٹر رائے چودھری نے کہا۔ شیلش نے پھر اطمینان کی سانس لی اس بار بھی اس کے ڈیڈی نے دیکھ لیا اور وہ پوچھ بیٹھے کہ کیا بات ہے؟

"ڈیڈی!" شیلش نے بولنا شروع کیا۔ "ایک بات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔"

اس کے ڈیڈی نے غور سے اس کی طرف دیکھا۔ "کیا بات ہے؟"

اور پھر شیلش نے پچھلی رات کا پورا واقعہ بتا دیا۔ جب وہ بتا چکا تو اس نے محسوس کیا کہ اس کے ڈیڈی بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کچھ پریشان ہوگئے۔ پھر گہری سانس لے کر انہوں نے کہا۔ "ویسے تو یہ سب کچھ بھی نہیں ہے، مگر اگر ہے تو بہت برا ہے۔"

"برا!" شیلش نے پوچھا۔

اس کے ڈیڈی نے کچھ دیر سوچا اور بولے۔ "دراصل یہ سب جاننے کے لئے تم بہت چھوٹے ہو۔ چلو میں آج تمہیں ایک خفیہ گروہ کے بارے میں بتاؤں جسے "سافیوَ" یعنی "سائنٹسٹس اینا نیمس فور اے یونائیٹڈ ورلڈ" کہا جاتا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس گروہ کے بارے میں بہت کم معلومات ہیں۔ جو کچھ میں جانتا ہوں وہ بھی سب سنا ہوا ہے، مجھے معلوم نہیں کہ اس میں کتنی سچائی ہے؟"

"سافیوَ اب سے دس سال پہلے، دس پندرہ ملکوں کے نا اہل قسم کے سائنس دانوں کے ایک گروپ نے بنایا تھا یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے پیسہ اور شہرت ہی سب کچھ ہے یہ لوگ ذہین ہیں، اس میں کچھ شک نہیں، مگر غیر معمولی نہیں۔ ان میں سے کسی نے بھی کوئی قابل قدر اور بہترین کام نہیں کیا۔

"خیر یہ لوگ مل گئے اور انہوں نے جماعت بنا لی۔ وہ کرتے یہ ہیں کہ سائنسی

ایجادوں یا رازوں کو چراتے ہیں اور دنیا کے سامنے اپنے یا فرضی ناموں سے پیش کر کے دولت اور شہرت بٹورنا چاہتے ہیں۔

"پوری دنیا میں مختلف جگہوں پر اس قسم کی چوریوں، نقشوں یا پروجیکٹس وغیرہ کے غائب ہونے کی رپورٹیں ملی ہیں۔ مگر کوئی بھی کچھ نہ کر سکا اس لئے کہ ان تصانیف یا ایجادوں کی چوری کرنے والوں کا کوئی پتہ نہیں لگا سکا۔

1989 میں بمبئی کے پی۔ ڈی۔ ایم۔ رنگا سوامی ایک ہندوستانی سائنس داں نے اپنے گھر میں خودکشی کر لی۔ پولیس نے چھان بین کی اور ان کے گھر کی ایک الماری میں ایک سنہری دھات کا بنا تمغہ ملا جس پر دو ہاتھوں سے کا صلیب (+) کا نشان بنا ہوا تھا اور دوسری طرف سافیئو لکھا تھا۔ خیال کیا گیا کہ یہ ان ہی لوگوں کا نشان ہے اور بعد میں پتہ چلا کہ دراصل رنگا سوامی سافیئو کا ایجنٹ تھا۔

"لہذا ہندوستان کے چوٹی کے سائنس دانوں نے مل کر اونچی سطح کی ایک میٹنگ کی جس میں بڑے بڑے دانشوروں اور عالموں نے حصہ لیا اور یہ طے پایا کہ اپنے کسی ایک آدمی کو ڈمی (پتلا) نمائندہ بنایا جائے جو وہاں کی ساری خفیہ معلومات ہم تک پہنچاتا رہے۔

"سب کچھ طے ہو گیا۔ این۔ ایف۔ آر۔ این۔ کے ڈائرکٹر، ڈاکٹر سلیم مرتضیٰ صدیقی کو اس خطرناک مہم کے لئے منتخب کیا گیا۔ ڈاکٹر صدیقی نے اپنی نوکری سے یہ کہہ کر استعفیٰ دے دیا کہ گورنمنٹ جس طرح کا برتاؤ این۔ ایف۔ آر۔ سی۔ کے ساتھ کر رہی ہے وہ اس سے نہ متفق ہیں اور نہ مطمئن، لوگوں نے اس بات پر یقین کرنا شروع کر دیا کہ ڈاکٹر صدیقی اور این۔ ایف۔ آر۔ این۔ کے درمیان تعلقات خراب ہو گئے ہیں۔

"کچھ دنوں کے اندر اندر ہی سافیئو نے ان سے رابطہ قائم کر کے سافیئو میں ہندوستان کی نمائندگی کا دعوت نامہ بھیج دیا۔ وہ اسی دن سٹاک ہوم روانہ ہو گئے۔ اس کی ابتدائی رسم کے دو دن بعد ہمیں دو لفظوں کا ایک فیکس پیغام ملا "مشکوک" اس سے پہلے کہ ڈاکٹر

صدیقی کچھ اور بتا سکیں معلوم ہوا کہ وہ ایک ہوائی حادثہ کا شکار ہوگئے۔ جس بوئنگ جہاز سے وہ واپس آرہے تھے وہ قراقرم کی پہاڑیوں سے ٹکرا کر آگ کے شعلوں کی نذر ہوگیا۔ تمام 372 مسافر جائے حادثہ پر ہی موت کا شکار ہوگئے۔ ممکن ہے تم نے اخبار میں پڑھا بھی ہو۔

"ہم لوگوں کو سازش کا اندیشہ تھا۔ سافیوَ نے تین سو سے زیادہ مسافروں کی جانوں کی کوئی قیمت نہیں سمجھی صرف اس لئے کہ ڈاکٹر صدیقی کی موت سے کوئی سافیوَ کو مشکوک نہ سمجھے۔ اگر وہ کسی کار کے حادثہ میں، یا کسی سڑک یا بس کے نیچے آکر ختم ہوتے تو صورت حال پھر دوسری ہوتی۔"

شیلش سکتے کے عالم میں بیٹھا اپنے ڈیڈی کی باتیں سن رہا تھا۔ اس کے ڈیڈی نے کافی کا ایک گھونٹ لیا اور بولے۔ "یہ سب معلومات ہیں جو اس گروہ کے بارے میں مل سکی ہیں۔ ان سے صرف ایک نتیجہ نکالا گیا ہے کہ وہ لوگ کروڑپتی ہیں اور دنیا بھر کے سائنس دانوں کی چرائی ہوئی ایجادات ان کے قبضے میں ہیں۔ یہ سافیوَ کے لوگ حیوان ہیں، انسانی زندگی کو ختم کردینا ان کے لئے بڑی معمولی سی بات ہے نہ کہ ان کی حفاظت!"

جب اس کے ڈیڈی نے اپنی بات ختم کی تو شیلش کو تھوڑا تھوڑا ڈر لگنے لگا تھا۔ "تو کیا آپ کا خیال ہے کہ اب سافیوَ کے لوگ آپ کی خواب مشین کے پیچھے ہیں؟" اس نے پوچھا۔

"ہوسکتا ہے!" اس کے ڈیڈی نے دونوں ہاتھ ہوا میں ہلاکر اور کندھے اچکاکر کہا اور پھر اپنا سر کھجانے لگے۔ "کوئی بڑی بات نہیں اگر وہ لوگ میری ایجاد حاصل کرنا چاہتے ہوں، اس لئے کہ اس سے ان کو بہت بڑی دولت ملے گی، بھلے کوئی بھی اسے حاصل کر لے۔" یہ کہہ کر انہوں نے آنکھیں بند کرلیں اور پھر ٹھوڑی کھجانے لگے۔ گویا کسی گہری سوچ

میں ہوں۔ لیکن جلدی ہی کسی بات سے کوئی نتیجہ بھی نہیں نکالنا چاہیے۔ شیلش! لیکن مجھے ایک بات کی بڑی حیرت ہے کہ کل رات "چوری کا الارم" نہیں بجا۔!"

"ٹیلی ٹاکی" (دور بات کرنے کا آلہ)

شیلش حیران تھا کہ اس قسم کا کوئی آلہ اس کے گھر میں تھا اور اس کو پتہ ہی نہیں تھا۔ اس کے ڈیڈی نے سمجھایا۔ "جب تم ہوسٹل میں تھے تو میں نے اس گھر کو بالکل چوروں سے محفوظ کرا لیا تھا۔ میری ایجاد پورے طور پر کمپیوٹر سے بنی ہے لہذا کوئی اسے چھیڑ نہیں سکتا۔ خطرے کی گھنٹی بجے بغیر کوئی گھر میں داخل ہی نہیں ہوسکتا۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ کل رات باہر سے کوئی گھر میں داخل ہی نہیں ہوا۔" شیلش نے کچھ دیر سوچ کر کہا۔

اس کے ڈیڈی نے سر ہلا کر کہا "ہاں اس کا مطلب ہے جو کوئی بھی رات تمہارے دروازے تک آیا تھا وہ گھر میں ہی سے کوئی تھا۔"

"اس صورت میں تو ہمارے مہمانوں میں سے کوئی ایک تھا؟" شیلش فوراً بولا۔

دونوں باپ بیٹے خاموش رہے۔

"جو بھی تھوڑی بہت معلومات ہمارے پاس ہے اس سے تو یہی لگتا ہے کہ ہمارے مہمانوں ہی میں سے کوئی ایک سافیئو کا ایجنٹ ہے۔" ڈاکٹر رائے چودھری نے کہا۔

ڈاکٹر رائے چودھری کے گھر پر عجیب اداسی سی طاری ہوگئی۔ دونوں باپ بیٹے اپنے ڈرائنگ روم میں پریشان بیٹھے تھے اور سوچ رہے تھے کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ گو کہ ڈاکٹر رائے چودھری حالات کے نئے موڑ سے پریشان ہوگئے تھے مگر جلدی ہی انہوں نے اپنے پر قابو پالیا، یہ سوچ کر کہ ان کا بیٹا ان کے لئے پریشان ہے۔

"جب کوئی مشکل سامنے آتی ہے تو دھیرے دھیرے آسانیاں انسان تلاش کر ہی لیتا ہے۔" انہوں نے زور سے کہا اور اپنے بیٹے کو لے کر لیب کی طرف بڑھ گئے۔ جب وہ اپنے کمرے میں پہنچے تو سائنس داں نے دروازہ بند کیا اور چند لمحے وہ اس انداز سے خاموش کھڑے رہے جیسے چاروں طرف کسی چیز کو ڈھونڈ رہے ہوں۔ وہ الماریوں کی طرف بڑھے اور ایک الماری سے ایک کتاب نکالی، اس خالی جگہ میں انہوں نے ہاتھ ڈالا اور پھر تھوڑا سا پیچھے ہٹ گئے۔

اچانک الماری کا ایک حصہ دروازے کی طرح کھل گیا۔ جس میں ایک اور خفیہ کمرہ نظر آیا۔ شیلش کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ ان کے گھر میں خفیہ دروازوں کی کمی نہیں۔!

اس کو کچھ برا بھی لگا کہ اس بارے میں اس کو کچھ بتایا کیوں نہیں گیا۔ پھر اس نے سوچا کہ ڈیڈی کی کچھ اپنی وجوہات ہوں گی۔ خیر کوئی بات نہیں۔ دیر سے سہی مگر پتہ تو چلا۔ جب ہم اس جھمیلے سے نکلیں گے تو میں ڈیڈی کے علاوہ خود بھی اپنی ایجاد کروں گا۔

وہ اپنے ڈیڈی کی اس بات کو نظرانداز کرتے ہوئے مسکرایا۔

"اس سے پہلے کہ کوئی بہت خطرناک چیز سامنے آئے، میں چاہتا ہوں کہ تم کچھ ایسا کرو کہ وہ ایک دلچسپ واقعہ سا لگے۔ بس یہی میری سب سے بڑی مدد ہوگی اور یہ بات تمہارے جوش اور شوق کو بھی بڑھائے گی۔" ڈاکٹر رائے چودھری نے کہا۔ انہوں نے کمرے میں سے ایک بریف کیس نکالا اور دروازے کو بند کر دیا۔

سائنس داں ایک کرسی پر بیٹھ گئے اور برابر میں اسٹول پر ان کا بیٹا بیٹھ گیا۔ انہوں نے اپنے گھٹنوں پر بریف کیس رکھ کر کھولا اور اس میں سے کوئی چیز نکالی۔

"ایک واکی ٹاکی۔" شیلش نے اس طرح کہا جیسے اس کے ڈیڈی کی ساری پریشانیاں ختم ہوگئیں۔

اس کے ڈیڈی نے سر ہلایا۔ "یقیناً تم مجھ سے اس سے بہتر توقعات رکھتے ہوگے،

صرف ایک " واکی ٹاکی " نہیں ۔"

شیلش نے خود اپنے ایک تھپڑ مارا۔ " میں بھی کتنا بے وقوف ہوں!" اس کے ڈیڈی اس سے کچھ خوش نظر نہیں آئے۔ اصل میں تم تو قریب ہو۔۔۔ یہ ایک " ٹیلی ٹاکی " ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ "واکی ٹاکی" کی طرح نظر آتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ تم اس کے چھوٹے سے اسکرین پر بات کرنے والے کی شکل بھی دیکھ سکتے ہو۔ تمہیں اس کی رینج یا فاصلے کے لئے پریشان ہونے کی ذرا بھی ضرورت نہیں ہے یہ تو ہمارے پورے سیارے کے لئے کافی ہے ۔"

" دوسرے لفظوں میں آپ جہاں کہیں بھی ہوں ۔ میں براہ راست آپ سے بات کر سکتا ہوں۔"

" بالکل ٹھیک! اور صرف یہی نہیں ہے ہر حصہ باقی دو حصوں سے رابطہ رکھ سکتا ہے۔

صرف تم کو کرنا یہ ہے کہ اگر تمہارے پاس "الفا" ہے تو تم "بیٹا" اور "گاما" کے بٹن کو دباؤ۔ ایک سگنل ریسور تک جائے گا اور بزر (گھنٹی) کی سی آواز آئے گی۔ اس طرح تم دوسری طرف والے انسان سے بات کر سکو گے ۔"

ڈاکٹر رائے چودھری دیکھنا چاہتے تھے کہ دیکھیں ان کی یہ چھوٹی سی ایجاد کام بھی کرتی ہے یا نہیں۔ انہوں نے سوچا کہ اس کو ذرا ٹیسٹ کر کے دیکھیں کہ کسی نازک وقت میں اگر کوئی غلط کام ہو رہا ہو تو یہ کام آتا ہے یا نہیں۔ لہذا انہوں نے شیلش کو اوپر لائبریری میں " الفا " کے ساتھ بھیجا۔

فوراً ہی شیلش نے گھنٹی کی آواز سنی اور اس کے آلے پر ایک بلب جلنے بجھنے لگا۔ اس نے فوراً ہی ایک بٹن دبایا جس پر "ریسو" لکھا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اسکرین پر اپنے ڈیڈی کی تصویر دیکھی۔ یہ بالکل پاکٹ ٹی۔ وی۔ کی طرح تھا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ یہ جیبی ٹی۔ وی۔ ہے۔" ڈاکٹر رائے چودھری نے اپنے بیٹے کے خیالات کو جیسے پڑھتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی!"

"اچھا بیٹا۔ اب تمہاری باری ہے۔" ڈیڈی نے کہا اور پھر ان کی تصویر دھیرے دھیرے غائب ہوگئی۔ شیلش نے دو سیکنڈ تک انتظار کیا اور پھر "بیٹا" بٹن دبا دیا۔ وہاں ایک "گاما" بٹن اور بھی تھا۔ اسے کچھ دیر انتظار کرنا پڑا۔ پھر اس کے ڈیڈی اسکرین پر نظر آئے۔

"ڈیڈی کیا آپ مجھے اچھی طرح سے دیکھ سکتے ہیں؟"

"ہاں بالکل میں دیکھ رہا ہوں"

"اسکرین کے نیچے کچھ نمبر ہیں ڈیڈی وہ کیا ہیں؟"

"اوہو! میں تو بتانا ہی بھول گیا! پہلا نمبر چوڑائی بتاتا ہے، دوسرا نمبر فاصلہ اور تیسرا نمبر اونچائی بتاتا ہے۔ اس جگہ کا جہاں سے تم پیغام لے رہے ہو سمجھ میں آیا!"

"جی" شیلش نے کہا۔ کیا اب میں واپس آسکتا ہوں؟"

"ہاں!" اور فوراً ہی وہ نیچے آگیا۔ انہوں نے طے کیا کہ وہ ٹیلی ٹاکی کا ایک ایک حصہ اپنے پاس رکھیں گے۔" اور تیسرا میں این۔ ایف۔ آر۔ سی۔ کے ڈائرکٹر کو دے دوں گا۔" ڈاکٹر رائے چودھری نے کہا۔

شیلش نے سوچا کہ تیسرا حصہ وہ لتا کو دے دیں گے۔۔ وہ بڑا مایوس ہوا۔ لیکن پھر خود اس کی سمجھ میں آگیا کہ اگر کسی کو سافیو جیسے گروہ سے نپٹنے کے لئے بات کرنا ہو تو ظاہر ہے این۔ ایف۔ آر۔ سی۔ کا ڈائرکٹر زیادہ مناسب ہوگا بہ نسبت ایک کم عمر دوست کے!"

"ڈیڈی!" شیلش پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا ابھی ان کے گھر میں اور بھی کچھ راز پوشیدہ ہیں۔ "مجھے نہیں معلوم تھا کہ ہمارے یہاں اتنے خفیہ دروازے راستے اور کمرے موجود ہیں۔ کیا

اب بھی کوئی ایسی چیز ہے جو آپ مجھے بتانا چاہتے ہیں؟"

سائنس داں کا چہرہ چمک اٹھا۔ "جب ہم نے یہ گھر بنوایا تھا۔" انہوں نے بتایا۔

" تو میں نے یہ پورا خیال رکھا تھا کہ اس کی دیواریں اس قدر چوڑی رہیں کہ ان میں باقاعدہ تنگ سے تنگ راستے بنائے جاسکیں تاکہ اگر ضرورت پڑے تو۔۔۔ظاہر ہے اس وقت تو میں نے اس طرح کا مکان نہیں بنوایا تھا ورنہ سارے بنانے والوں کو پتہ چل جاتا۔ تو پھر یہ راز کیسے رہ پاتا؟

"جب ہم۔۔۔ میں اور تمہاری ماں، تمہاری عمر کے تھے تو ہم لوگوں کو جاسوسی کہانیاں پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ یہ بچپنے ہی کی تو بات تھی کہ ہمارا دل چاہتا تھا کہ ہمارا گھر بھی اسی طرح کا ہو جس طرح کا ان جاسوسی ناولوں میں ہوتا ہے۔ لہذا جب یہ مکان بن کر تیار ہوا تو پھر بعد میں ہم دونوں نے مل کر یہ خفیہ راستے اور کمرے بنوائے۔

"حالانکہ یہ بہت ہی مشکل بات تھی۔ ہم دونوں اکیلے تھے، لیکن کسی نہ کسی طرح سے ہم نے یہ بھول بھلیاں جیسے خفیہ راستے بنا ہی لیے۔" شیلش نے سوچا کہیں کوئی خفیہ راستہ میرے کمرے میں تو نہیں؟

" بے شک ہم لوگوں نے یہ سوچا تھا کہ جب تم بڑے ہو جاؤ گے تو تمہیں یہ سب بتا دیں گے۔ ۔یہ سب ڈیزائن دکھاؤں گا۔" ڈاکٹر رائے چودھری دوبارہ اسی الماری کے پاس گئے جہاں سے پہلے انہوں نے بریف کیس نکالا تھا۔ اس بار انہوں نے دائیں طرف سے ایک جگہ سے بہت سی کتابیں نکالیں اور اندر ایک بٹن دبایا۔ اچانک پوری الماری پیچھے کی طرف گھوم گئی۔ دونوں نے اندر قدم رکھا۔ شیلش نے دیکھا کہ یہ راستہ اتنا تنگ تھا کہ اس میں آگے پیچھے کر کے دو ہی آدمی چل سکتے تھے۔ سب موڑوں اور زینوں سے گزرنے کے بعد اس کے ڈیڈی رک گئے اور اپنی ٹارچ جلا کر روشنی کی اور ایک لیور گھمایا۔ ایک دروازہ کھلا اور دونوں اس سے گزر کر اندر ایک کمرے میں آگئے۔ شیلش کی حیرت کی انتہا نہ رہی

جب اس نے دیکھا کہ وہ اپنے ہی کمرے میں کھڑا ہے۔ اس نے دیکھا کہ وہ دونوں ایک الماری میں سے داخل ہوئے تھے۔ جو دراصل ایک دروازہ تھا۔

"دیکھو!" اس کے ڈیڈی نے کہا۔ ان کو معلوم تھا کہ ان کا بیٹا سخت حیرت زدہ ہوگا۔ انہوں نے شیلش کو بتایا کہ لیب میں سے کوئی بھی اوپر کے تین کمروں میں جاسکتا ہے۔ یہ سارے راستے الماریوں ہی سے نکلتے ہیں۔

"آخر میں ایک دروازہ ڈرائنگ روم میں لگی "ٹائی شین" کی بنائی تصویر کے پیچھے ہے۔ یہ راستہ ایک اور دروازے تک جاتا ہے، جو این۔ ایف۔ آر۔ سی۔ کے کمپلکس میں ہے مگر کبھی استعمال نہیں ہوا۔ میں نے حال ہی میں اسے مکمل کیا ہے اور ابھی این۔ ایف۔ آر۔ سی۔ کے ڈائرکٹر کو اطلاع دینی ہے۔ یہ میں نے حفاظت کے طور پر کیا ہے۔

"بہرحال ..." ڈاکٹر رائے چودھری نے اپنے بیٹے کو آگاہ کیا کہ یہ سارے دروازے صرف ایک ہی طرف سے کھلتے ہیں۔ جب کبھی کوئی ایسا ویسا حادثہ ہوجائے تو یاد رکھو، میں نہیں چاہتا کہ تم کہیں پھنس جاؤ۔ بیٹے احتیاط رکھنا۔" ڈیڈی نے کہا۔ سائنس داں کو سافیو کے بارے میں پتہ تھا اور وہ جانتے تھے کہ کبھی نہ کبھی یہ الٹے سیدھے لوگ مل کر کچھ بھی کر سکتے ہیں۔"

شیلش کو اس کے کمرے کا خفیہ راستہ دکھانے کے بعد اس کے ڈیڈی نے کہا۔" آج کے بعد آئندہ جب تک ہمارے مہمان یہاں ہیں، ہم اپنی لیب میں ان ہی خفیہ راستوں سے جائیں گے۔ میں نہیں چاہتا کہ ہمارا سافیو مہمان ہمارا پیچھا کر کے میری ایجاد کا پتہ کر لے اور اس کو لے کر چلتا بنے۔"

شیلش اپنے ڈیڈی کی بات کا مطلب سمجھ گیا۔ راز، راز ہی رہے، بھلے ہی کوئی قیامت یا طوفان آجائے۔

لائبریری میں

کچھ دن بعد لتا آئی۔ سافیہ کے بارے میں سن کر اسے بڑا دھکا لگا۔ "مجھے تو اب تمہارے ڈیڈی کی طرف سے ڈر لگ رہا ہے" اس نے اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔

"ارے۔ تم بالکل پریشان مت ہو ہمارے گھر میں چوروں سے بچنے کی گھنٹی لگی ہے۔ ٹیلی ٹاکی ہے۔" اس نے اس کا خوف دور کرنے کی کوشش کی۔ اس کی دوست جاننا چاہتی تھی کہ کیا کسی پر شک ہے؟

"ڈاکٹر لتھرا۔ بہت مہذب انسان ہیں اور پروفیسر تو بہت ہی شریف اور نیک انسان ہیں۔ یہ ڈاکٹر پریرا ہی جانور قسم کے انسان لگتے ہیں۔"

جلدی ہی دونوں دوست اس حادثے کے بارے میں بھول گئے اور خواب مشین کے تمام پہلو جاننے کی کوشش کرنے میں لگ گئے۔ وہ زیادہ تر خوابوں کو ٹیپ کرنے اور اس موضوع پر کتابوں کو کھنگالنے میں لگے رہتے۔ لائبریری جو پہلے مختلف تکنیکی کتابوں سے بھری رہتی تھی اور خاص کتابوں کی خوشبو آیا کرتی تھی اب وہ باقاعدہ ان نوجوانوں کے مطالعہ کا کمرہ بن گئی تھی۔ وہ کتابوں کو چھانا کرتے۔ جن میں دنیا کے مشہور ترین ماہر نفسیات سگمنڈ فرائڈ کی "خوابوں کی تعبیر" (دی انٹرپریٹیشن آف ڈریمس) سے لے کر ڈاکٹر این۔ فراڈے کی "خواب کی طاقت" (ڈریم پاور) اور کارل گستاؤ جنگ کی "نفسیات لاشعور" (سائیکالوجی آف ان کانشس) تک شامل تھیں۔ انہوں نے مذہبی کتابوں جیسے بائبل، قرآن، الیاڈ، اوڈیسی، اور ہندوستانی روایتی کہانیوں کے ذریعے ان خوابوں کا بھی مطالعہ کیا جن کا تعلق خوابوں کی طاقت سے تھا۔

ان میں سے ایک کتاب میں بائبل کا حوالہ دیا تھا کہ مصر کے بادشاہ فرعون نے ایک بار اپنے ملک کو قحط سالی سے بچایا تھا۔ ایک رات فرعون نے خواب میں دیکھا کہ سات موٹے جانور ہیں اور سات دبلے اور کمزور۔ تو اس نے جوزف، جو دربار کا عالم تھا، کو

بلایا اور اپنے خواب کی تعبیر معلوم کی۔ جوزف نے فرعون کو محتاط کیا کہ سات موٹے جانوروں کا مطلب ہے خوشحالی اور سات پتلے جانوروں سے مراد ہے قحط سالی۔ جوزف کی بروقت تاکید سے بادشاہ باخبر ہوگیا اور خوشحالی اور افراط کے سات سالوں میں وہ ضرورت سے زیادہ کھانا جمع کرتا رہا اور آنے والے سات سالوں میں قحط کے زمانے میں اس کا استعمال کیا۔

"کتنی دلچسپ بات ہے" لتا نے کہا۔۔ "کاش میں بھی اسی طرح خواب میں اپنے امتحان کے پرچے دیکھ سکتی! کتنی زبردست بات ہوگی۔"

"ہاں!" اس کے دوست نے ہاں میں ہاں ملائی۔۔ "پھر تم باقی بچا ہوا کورس تو کبھی پڑھوگی نہیں؟" دونوں اس بات پر بڑی دیر تک ہنستے رہے مگر۔۔ شیلش نے اس قسم کے خواب پر ایک شرط لگادی کہ تمہیں میرے بارے میں بھی یہی خواب دیکھنا ہوگا ورنہ تمہارا سارا راز افشا ہوجائے گا۔

لتا زور سے چیخی۔ "تم گھٹیا آدمی ہو تم اپنے خواب خود کیوں نہیں دیکھتے؟"

"اس لئے کہ میں پرچوں کے بارے میں خواب کیوں دیکھوں؟ جبکہ میں اور بہتر خواب دیکھ سکتا ہوں۔" بڑی دیر تک کمرہ ان دونوں کے ہنسی مذاق سے گونجتا رہا۔

اچانک لتا بولی۔۔ "شیلو! تم میرے خواب ٹیپ کیوں نہیں کرتے؟"

"ہاں ہاں کیوں نہیں! شیلش اس کے اس انوکھے خیال پر اچھل پڑا اور تم میرے خواب دیکھ سکتی ہو۔"

پھر یہ طے پایا کہ اس رات لتا جلد سے جلد سونے کی کوشش کرے گی اور اس کا دوست اس کا خواب ٹیپ کرے گا اور بغیر کسی پریشانی کے ویڈیو کیسٹ پر ٹیپ بھی کرلے گا، اس لئے کہ اس روز مہمان دیر سے آنے والے تھے۔

خواب ٹیپ کرنا!

شیلش نے اس شام جلدی جلدی سارے کام کیے۔ بوسکی کو شام کی سیر کرانے لے گیا۔ رات کا کھانا کھایا اور اب خوابوں کی مشین کے سامنے بیٹھا اپنے ڈیڈی کے بنائے ہوئے کچھ نوٹس پڑھ رہا تھا اور لتا کے خواب کا انتظار بھی کر رہا تھا۔

"یہ سب کتنا عجیب لگ رہا ہے" وہ سوچ رہا تھا کہ خوشی کے مارے پتہ نہیں لتا سوئی بھی یا نہیں۔ ویسے بھی وہ جانتا تھا کہ یہ بڑی مشکل بات ہے کہ انسان اس بات کو آسانی سے دماغ سے نکال دے اور مطمئن ہو کر سوجائے، جبکہ اس کو معلوم بھی ہو کہ اس کے سوجانے پر کوئی اس کے خوابوں کی چھان بین کرنے والا ہے۔

سرسری طور پر نوٹس پڑھتے وقت شیلش ایک دلچسپ پیراگراف پہ پہنچا جس میں مشہور ناول نگار "گراہم گرین" کا ذکر تھا۔ شیلش کو کچھ یاد آیا کہ اس کو اس نے کہیں پڑھا ہے مگر اس وقت یاد نہیں آرہا تھا کہ کہاں؟ نوٹس میں اس ناول نگار کی اپنی آپ بیتی "فرار کا راستہ" میں تذکرہ کیا گیا تھا کہ کس طرح اس کے خواب اس کے ناولوں کے لیے مواد فراہم کرتے تھے۔ خواب مشین کا اسکرین اب بھی خالی پڑا تھا۔ کسی کے خواب دیکھنے کا انتظار یہ سب سے خراب اور دشوار کام تھا۔ "میں ڈیڈی سے ایسا آلہ ایجاد کرنے کو کہوں گا کہ جو لوگوں کو فوراً خواب دیکھنے پر بھی مجبور کر دے۔" اس نے سوچا۔

"یا خدا!" س کی سانس تقریباً رک سی گئی۔ لتا بڑی خاموشی سے اسکرین پر نمودار ہوگئی۔ اپنے اسکول کا یونیفارم پہنے وہ ایک سڑک پہ چلی جارہی تھی۔ سڑک کے دونوں طرف درخت لگے ہوئے تھے جگہ جگہ رنگ برنگی جھاڑیاں بھی تھیں۔ حالانکہ وہ اس کے اسکول کے آس پاس ہی کا علاقہ تھا۔ اس لئے کہ بورڈنگ ہاؤس جانے سے پہلے وہ دونوں اسی اسکول میں پڑھتے تھے۔ اس کو اسکول کے پاس پارک کے دھندلے دھندلے عکس بھی

نظر آرہے تھے۔

یہ بہت گندہ سا پارک تھا، یہاں جنگلی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ دو ایک ڈھیلے ڈھالے جھولے بھی پڑے ہوئے تھے۔ اچھل پھاند کرنے اور لٹکنے کے لئے جو لوہے کی سلاخیں لگی تھیں، زنگ سے کالی ہو چکی تھیں اور کسی جنگل کا حصہ لگ رہی تھیں۔ اس کے بعد ایک گھنی جھاڑیوں کا حصہ تھا، جہاں پر ایک کمزور سا انسانی جسم بھی نظر آرہا تھا۔ لتا تیزی سے پارک کے اندر جانا چاہتی تھی اور اسی تیزی سے اس بوڑھے آدمی کی توجہ بھی اپنی طرف کھینچنا چاہتی تھی۔ جتنا زیادہ وہ اس کی طرف اشارہ کرتی اتنی ہی تیزی سے وہ بوڑھا بھی جھاڑیوں کے پیچھے چھپتا جارہا تھا۔ جب لتا آگے قدم بڑھاتی تو ایک نیلے رنگ کا گول چکر (میری گو راؤنڈ) اس کے سامنے گھومنے لگتا اور اسے پارک کے اندر جانے سے روکتا۔ یہ منظر چلتا رہا ۔۔ چلتا رہا ۔۔ بڑی دیر ہوگئی۔

"لگتا ہے یہ لڑکی اس آدمی سے ڈر گئی ہے۔ نہ جانے کون آدمی ہے وہ؟" شیلش چپکے چپکے ہنس رہا تھا کہ اسی وقت اس کے ڈیڈی کمرے میں خفیہ دروازے سے اندر آئے۔

"یہ کس کا خواب ہے؟ کیا تم اسے ریکارڈ کر رہے ہو؟"

"میں لتا کا خواب ٹیپ کررہا ہوں پھر بعد میں بیٹھ کر اس کی انالیسس (چھان بین یا تجزیہ) کریں گے۔ کیا آپ اس بوڑھے آدمی کو پہچان سکتے ہیں۔ ڈیڈی"

"ذرا دیکھوں!" ڈاکٹر رائے چودھری نے بڑھ کر اسکرین کی طرف جھانکا۔

"ڈیڈی یہ ٹی۔ وی۔ نہیں ہے ۔۔" بیٹے نے باپ کے وہی الفاظ دہرائے جو اس سے انہوں نے کہے تھے۔

"معلوم ہے مجھے" اس کے ڈیڈی نے سر ہلایا۔ "لیکن ذرا خود بھی دماغ سے سوچنا سیکھو اور اس کے بعد مجھے اپنی چھان بین کے بارے میں بتانا۔" انہوں نے بیٹے کو مسکرا کر آنکھ ماری۔

۔ کیا یہ بالکل قدرتی (نیچرل) نہیں لگتا؟ جیسے بس ہینڈل (بٹن) کو ادھر ادھر گھما کر تصویر بالکل صاف ہو جائے۔

"میں اس بارے میں سوچوں گا!" یہ کہہ کر ڈاکٹر رائے چودھری کمرے سے باہر چلے گئے۔

۔ مہمان اب کسی وقت بھی آنے والے ہیں۔ ڈاکٹر رائے چودھری نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گئے۔

لگتا ہے ڈیڈی اب جانے والے ہیں۔۔ شیلش نے سوچا اور محبت بھرے انداز سے ڈیڈی کو دیکھا۔

اسکرین پر امیجز (عکس) دھندلے پڑ گئے تھے۔ شیلش ایک بار پھر اپنے ڈیڈی کے نوٹس اٹھا کر پڑھنے لگا۔ اس میں ایک عورت کے بارے میں لکھا تھا جو اکثر بچپن میں اپنا خواب دیکھتی تھی۔ خواب میں اسے اپنا کمرہ نظر آتا جس کے اندر ایک پرندہ، ادھر ادھر دیواروں سے سر ٹکرا رہا ہوتا اور باہر نکلنے کی کوشش میں پھڑپھڑایا کرتا۔ "

جب ماہر نفسیات سے انالیسس کرائی گئی تو پتہ چلا کہ پرندہ تو وہ عورت خود تھی جس کے اندر۔۔ اپنی ایک آزاد زندگی گزرانے کی شدید خواہش تھی۔ اس کے بعد اس عورت نے نوکری کر لی۔ اور اپنے بے رنگ اور بے بس وجود کو معنی دے دیے۔

یہ مثال ڈاکٹر فاراڈے کی دی ہوئی تھی۔۔ جو ڈاکٹر رائے چودھری نے نوٹ کی تھی۔ جس نے اپنے پڑھنے والوں کو مشورہ دیا تھا کہ وہ صبح اٹھتے ہی اپنے خواب لکھ لیا کریں۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ عادت اس آدمی یا عورت کو آگے چل کر بہت سی باتوں کے بارے میں بتائے گی کہ ان خوابوں کا کیا مطلب تھا۔

☆ ☆ ☆

اگلی صبح صاف اور روشن تھی۔ لتا الجھن میں تھی۔ بڑی مشکل سے پڑھائی کی طرف اس کی توجہ ہو پا رہی تھی۔ گھر کے اصولوں کے تحت اس پر یہ پابندی بھی تھی کہ چاہے چھٹی ہو یا نہ ہو پڑھائی کو اسے ایک گھنٹہ ضرور دینا ہوگا۔ آج تو لگ رہا تھا کہ جیسے گھڑی کی سوئیاں رینگ رہی ہوں۔ اس نے گھڑی کو ہلاجلاکر کہا۔۔ "ذرا تیز چلو نا"

پچھلے پندرہ منٹ تک پڑھائی کی ناکام کوشش کے بعد وہ اپنی ماں کے پاس گئی۔۔

"ممی!" وہ ذرا جھجکتے ہوئے بولی۔ اس کی ممی نے پوچھا۔ "تمہاری پڑھائی ختم ہوگئی؟"

"میں آج پندرہ منٹ پہلے پڑھنے بیٹھ گئی تھی۔ مجھے یاد آیا تھا کہ چودھری رائے انکل نے آج مجھ سے کہا تھا کہ میں شیلو کے ساتھ ہفتہ واری خریداری اور کھانا بنانے میں ان کی مدد کروں گی۔" لتا ایک سانس میں بول گئی۔

"اچھا تو پھر جاؤ" لتا نے جلدی سے اپنی سائیکل اٹھائی اور دس منٹ کے اندر شیلو کے گھر پہنچ گئی۔ اس کو اپنے خواب کا بس ایک حصہ یاد تھا اور بقیہ وہ ریکارڈ کیا ہوا دیکھنا چاہتی تھی۔

"شیلش۔۔ شیلو!" اس نے گیٹ سے آواز لگائی۔

"آؤ" شیلش نے اپنی کھڑکی سے جھانک کر دیکھا اور بعد میں آکر دروازہ کھولا اور بے قرار بوسکی سے کہا جاؤ جاکر اسے لے آؤ۔"

بوسکی زینے پر چھلانگیں مارتا نیچے کی طرف دوڑا۔ اپنے مالک کی دوست کو لانے کے لئے۔

"بوسکی! اے بے وقوف! جب بھی تم مجھے دیکھتے ہو بالکل دیوانے ہوجاتے ہو۔ ذرا ٹھہرو۔۔ اچھا بس اب ذرا یہ دم ہلانا بند کرو ورنہ کسی دن تمہاری یہ دم غائب ہی ہوجائے گی۔ ذرا ٹھہرو! پھر دیکھنا" لتا نے اس کی ہلتی ہوئی دم پکڑنے کی کوشش کی۔ اور بوسکی اپنے انداز سے سوچ رہا تھا۔ اسے اپنی دم کا پکڑا جانا بہت برا لگا! اس نے غصے میں غرا کر

اپنی دم کو چھڑا لیا اور جیسے تیسے پھر اپنی حیثیت کو جاننے کی کوشش کی اور پھر بڑی شان سے اپنے مالک کے پاس چلا آیا۔ لتا کتے کی یہ ساری حرکتیں دیکھ رہی تھی۔ "کہو میرا خواب کیسا تھا؟" اس نے آتے ہی شیلش سے پوچھا۔

"بہت اچھا! لگتا ہے تم کسی بوڑھے آدمی سے متاثر ہو۔ کون ہے وہ؟"

"مجھے تو اپنے خواب کا ایک حصہ یاد ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے یہ بوڑھا "کارل جنگ" سوئٹزرلینڈ کا مشہور ماہر نفسیات ہوگا کاش میرے پاس اس کی تصویر ہوتی، تو دیکھنے میں کیسا ہے، پتہ چل جاتا۔ دراصل میں ان کی کتاب پڑھ رہی تھی اور اس میں اس قدر کھو گئی تھی۔ جنہیں میں نے دیکھا ہے ضرور وہی ہوں گے۔"

"سونے کے لئے مجھے بڑی پریشانی اٹھانی پڑی، خاص طور پر یہ جانتے ہوئے کہ تم بیٹھے میرا خواب ٹیپ کر رہے ہوگے۔ کیا انکل نے دیکھا؟"

"ہاں وہ ایک بار آئے اور مجھ سے کہہ گئے کہ تم ذرا خواب کی انالیسس کرلو تو مجھے بتانا۔ وہ خاصے محظوظ ہوئے تھے کاش! میں ان کے کسی کام آسکتا! میرے ڈیڈی بہت پریشان ہیں۔"

"ہم ان کی ہر ممکن مدد کرنے کی کوشش کریں گے۔ تم پریشان مت ہو۔ سب ٹھیک ہوجائے گا۔ اتنا صاف جیسے سورج کی روشنی!" لتا نے اس کے کاندھے تھپتھپا کر تسلی دی۔

"آؤ پہلے ہم چل کر تمہارا خواب دیکھ لیں اس کے بعد ہم لوگ مارکیٹ چل کر، ڈیڈی نے جو سامان منگوایا ہے، وہ لے آئیں گے"۔ بوسکی کو کمرے میں بند کرکے شیلش اور لتا لیب کی طرف چلے آئے۔ جتنی بار لتا نئی الماریوں، نئے راستوں سے اندر باہر ہوئی، اس کی حیرت بڑھتی ہی گئی۔ "بالکل جس طرح ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں" اس نے سوچا۔

"شیلش!" لتا بے حد گھبرا رہی تھی جب شیلش خواب کا کیسٹ ویڈیو پر چلانے

جارہا تھا۔

"اوہ!" وہ جیسے اچانک گھبرا کر کھسیائی۔ "ذرا سوچو دوبارہ اسکول جارہی ہوں، اور وہ بھی یونیفارم میں۔ لیکن سچ بہت مزہ آتا تھا۔ لیکن کیا کروں بورڈ کا امتحان دے چکی ہوں۔ اب تو صرف اس کے خواب ہی دیکھ سکتی ہوں۔"

"ہاں! ہر وقت ایسا خواب دیکھنا اچھا نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب ہے کہ تم کسی وجہ سے گھبرائی گھبرائی لگ رہی ہو۔ ظاہر ہے اگر خواب میں بار بار اسکول جارہی ہو تو اس کا مطلب ہے تم کسی قسم کی شکست محسوس کر رہی ہو۔ اور جھنجلارہی ہو۔"

"نہیں میں کسی بات پر نہیں جھنجلاتی۔" لتا نے پلٹ کر جواب دیا۔ ہمیشہ امتحانات سے پہلے ہی میں اسکول کو خواب میں دیکھتی ہوں۔ اور وہ تو ظاہر ہے۔۔ اچھا، مگر آپ ذرا اپنے اس بزرگانہ راز کو بدلیے۔ جناب یاد رکھیے کہ آپ مجھ سے ایک سال پیچھے ہیں۔

"شیلش اگر تم نے ذرا غور سے میرے خواب کی ترجمانی کی ہوتی تو تمہیں بتانا چاہیے تھا کہ یہ ہرے بھرے درخت جو نظر آرہے ہیں یہ حیرت اور خوشی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور یہ بوڑھا۔۔ یقیناً جنگ ہے جس کے قریب میں جانا چاہتی ہوں۔" لتا بے تحاشہ ہنس رہی تھی۔ "اچھا مجھے یاد آیا! میں اس قابل فاضل آدمی سے خوابوں کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہ رہی تھی۔ یہ تو میں نے تمہیں بتایا ہی نہیں۔"

"مگر یہ جنگ اس قدر گھبراہٹ میں کیوں مبتلا ہے۔" شیلش نے پوچھا۔

"اچھا بابا! میں ہار گئی!"

"میرا خیال ہے کہ وہ اس لئے گھبرا رہا ہے کہ تم اس سے سوالات کروگی؟"

لتا نے منہ بنایا اور پھر تھوڑی دیر بعد خواب بھی ختم ہوگیا۔

"آؤ چلو! ہم لوگ خریداری کر آئیں، اس سے پہلے کہ تمہارے ڈیڈی تمہیں ڈانٹیں پھٹکاریں۔"

لتا نے ایک لمبی سی سانس لی اور کھڑی ہوگئی۔

☆ ☆ ☆

دونوں سائیکلوں پر سوار، چھوٹے سے چھوٹے راستے سے مارکیٹ کی طرف چلے گئے۔

"جب سے یہ مہمان آئے ہیں کھانا بنانا ایک درد سر ہوگیا ہے۔"

شیلش نے شکایتاً کہا۔ "کاش ہم مسز ایگنس کو بلوا سکتے۔ کم سے کم ڈیڈی کو ایک وقت میں کئی کئی چیزیں تو نہ دیکھنا پڑتیں۔"

"ہاں واقعی دوگنا بوجھ بڑھ گیا ہے۔ آخر یہ عجیب و غریب ایجنٹ کیا خواب مشین کے چکر میں ہیں؟"

"ششش! تم بازار میں اس قسم کی بات مت کرو!" شیلش نے جھڑکا۔

"اوہ! معاف کرنا" لتا نے معافی مانگتے ہوئے اپنے چہرے کی جھینپ چھپانے کے لئے اسے دونوں ہاتھوں سے ڈھک لیا۔

"دیدی! بھیا جی! مہربانی کرکے مجھے کچھ پیسے دے دو تمہاری لمبی عمر ہوگی" پیچھے سے گھگھیائی سی آواز آئی۔

چیتھڑوں میں لپٹی، میلی، گندی، غلیظ منہ لئے ایک بھکارن ان کے پیچھے آرہی تھی۔ بظاہر ایک بھکارن ہونے کی اس میں ساری علامتیں موجود تھیں مگر صحت مند خاصی نظر آرہی تھی۔

"تم کچھ کام کیوں نہیں کرتیں؟ اچھی بھلی تو نظر آرہی ہو" شیلش نے بری طرح اسے جھڑکا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا آخر یہ لوگ بھیک کیوں مانگتے ہیں۔" لتا نے اپنے دوست کا

ہاتھ کھینچا۔ "چھوڑو اسے ، چلو ہم دونوں چل کر "ٹوپی والا کی دوکان " سے تازہ تازہ مزے دار بسکٹ خریدیں۔"

پوپٹ سورتی ٹوپی والا۔ شکل سے تو بیکری والے ہی لگتے تھے حالانکہ ان کی "گرانڈ رتالہ " بیکری نے تو خوب ترقی کی، پیسہ بھی بہت ہوگیا، انہوں نے نوکر بھی رکھ لئے تھے۔ مگر ان کا حلیہ اس وقت تو اور بھی بیکری والے کی طرح ہوجاتا تھا جب وہ اپنے گنجے سر پہ اونچی سی کلف لگی سفید ٹوپی پہنتے تھے ۔

"انہوں نے جب خود بیکری کا کام چھوڑ دیا ہے تو پھر یہ اس ٹوپی کا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتے" لتا نے مذاق میں کہا۔

"غالبا اس لئے کہ ٹوپی کے نیچے ان کا چمکتا چٹیل میدان جو چھپ جاتا ہے۔"

شیلش نے ہنس کر کہا۔

جب وہ دونوں گھر واپس جارہے تھے تو انہوں نے دیکھا وہ بھکارن ٹوپی والا سے بھیک مانگ رہی تھی۔

"شیلو !کیا ہم اس عورت کا خواب ٹیپ کرکے دیکھیں ،ہمیں پتہ چل جائے گا کہ اس کے دماغ میں کیا ہے ؟"

لیکن شیلش تو کچھ اور ہی دیکھ رہا تھا۔ ارے وہ دیکھو اجیتھما بیکری سے نکل رہی ہے۔ وہی ہے نا؟ اب ذرا مزہ دیکھنا!" یہ کہتا ہوا وہ لتا کی نوکرانی کیطرف لپکا۔ "اجیتھما۔ اجیتھما "اس نے پکارا۔

اجیتھما ٹوپی والا کے یہاں سے کیک وغیرہ لے کر بہت تیز تیز نکل رہی تھی۔ اس نے حیرت سے مڑکر دیکھا۔ "ارے ،شیلو بابا کو کیا ہوا ؟ "اس نے سوچا۔ "وہ سڑک پہ کبھی اس طرح تو آواز دیتے نہیں۔" اسی دوران شیلو اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے ہونٹوں پر شریر سی مسکراہٹ تھی۔ "اجیتھما یہ بتاؤ ابھی حال میں کیا تمہارا مور تھی راجن سے جھگڑا

ہوا تھا؟"

"نہیں!" اس نے برا سامنہ بنا کر کہا۔

"یاد تو کرو! تم پرسوں اس پر چلا رہی تھیں نا" شیلش اسی شوخی سے بولا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا تم کیسی باتیں کر رہے ہو شیلو بابا؟" اس کے ماتھے پر بل صاف نظر آئے۔

"مجھے جانے دو شیلو بابا۔ لتا دیدی! یہ سویرے سویرے ہی اسے کیا ہوگیا ہے؟ اس نے سورج کی طرف اشارہ کر کے مذاق میں کہا۔ لو! ابھی دوپہر ہونے میں تو کئی گھنٹے باقی ہیں؟"

"اجیتھما کیا واقعی تم نے جمعرات کے دن سہ پہر کے وقت خواب میں یہ نہیں دیکھا تھا کہ تمہارے پاس پیسہ ہی پیسہ ہے؟" لتا نے اسے اور چھیڑا۔

اور پھر جیسے اجیتھما چونکی اور اسے اپنا خواب یاد آیا ۔۔۔ "وہ! لیکن تم کو کیسے معلوم ہوا؟" اس نے پوچھا اس کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔

وہ دونوں اجیتھما کے چہرے کے بھیانک ردعمل اور حیرانی پر باتیں کرتے ہوئے ڈاکٹر رائے چودھری کے گھر کے قریب آگئے۔ اچانک ۔۔ لتا نے شیلش کی آستین پکڑ کر کھینچی۔ وہ سائیکل سے گرتے گرتے بچا۔

"کیا بات ہے بھئی!" اس نے الجھ کر کہا۔ لتا نے اس کے گھر کی کھڑکی کے نیچے کھڑے ہوئے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ "وہ کون آدمی ہے؟"

"کچھ ڈاکٹر پریرا کی طرح لگتا ہے۔ لیکن اس طرح چوروں کی طرح کیا کر رہے ہیں وہاں۔ گھر میں جانے کا سیدھا راستہ تو انہیں معلوم ہے!" شیلش کو بڑا تعجب ہوا۔

"ہلو انکل" اس نے اپنی سائیکل لتا کی سائیکل کے برابر کھڑی کی اور ان کے پیچھے اچانک جا کر پوچھا۔

حالانکہ یہ بات اچانک ان سے کہی گئی تھی مگر بڑے اطمینان سے اپنے پر قابو رکھتے ہوئے انہوں نے بڑا سا قہقہہ لگایا۔ "ہلو، ہلو، شیلش۔ تم کہاں تھے؟" میں ذرا یہ دیکھ رہا تھا کہ تمہارا کمرہ باہر سے کیسا لگتا ہے۔ بڑا خوبصورت اور اچھا مکان ہے تمہارا، بہت لاگت آئی ہوگی اس کے بنوانے میں؟"

"ڈیڈی نے اسے بنوانے میں کافی تکلیف اٹھائی مگر اپنی محنت سے بنایا ہے۔" شیلش نے فخر سے کہا۔

"بے شک!" ڈاکٹر پریرا نے دونوں ہاتھوں کو رگڑا۔ ان کے انداز میں کچھ گھبراہٹ ضرور موجود تھی۔

"اچھا تو نوجوان! میں اپنی بھتیجی سے تو مل لیا ہوں۔ اب مجھے اپنے پوتے کے لئے کھلونا خریدنا ہے بتاؤ گے کہاں مل سکے گا؟"

"اس سڑک کے بالکل آخر میں ایک ڈپارٹمنٹل سٹور ہے وہاں مل جائے گا۔" ان کے چلتے وقت دونوں مسکرا رہے تھے۔ گو شیلش کی مسکراہٹ اتنی قدرتی اور خوشگوار نہ تھی۔

جب ڈاکٹر پریرا آنکھوں سے اوجھل ہوگئے تو شیلش لتا کے پاس آیا۔ اس سے اپنی سائیکل لیتے ہوئے اس نے کہا۔ "بڑی عجیب چیز ہیں یہ صاحب۔ مجھے ڈیڈی کو فوراً آگاہ کر دینا چاہیے"

"ہوں وہ بغیر نقصان پہنچائے ہی بہت خطرناک لگتے ہیں۔"

☆ ☆ ☆

اس شام شیلش، اس بھکارن کو اپنی مشین کے دائرے میں لانے میں پوری کوشش کر رہا تھا۔ اپنی ناکامی سے جھنجلا کر یہ کام اس نے لتا کو سونپا۔ اس کے صبر اور

ہمت کا جواب جلدی ہی مل گیا جب خواب مشین جان میں آنے لگی۔ جھریوں زدہ بک بک کرتی ۰ ایک انسانی شکل نظر آئی اور ایک خوبصورت عورت چمکیلی ساری پہنے اس کے برابر اسٹول پر بیٹھی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹوٹی ہوئی چابی تھی۔

" ٹوٹی ہوئی چابی " لتا نے حیرت سے کہا۔ " یہ تو کسی چیز کے غم کو ظاہر کرتی ہے۔ لیکن وہ بھکارن کہاں گئی؟ " کاش! میں اس کے بارے میں کچھ جان سکتی، لیکن یہ لال لباس میں عورت جو چلا رہی ہے خاصی رعب دار لگ رہی ہے، تمہارا کیا خیال ہے ؟" لتا نے پوچھا۔

شیلش کے ماتھے پر شکنیں تھیں۔ جیسے وہ کسی سوچ میں ڈوبا ہوا ہو۔

" اوہ میرے خدا! ذرا احتیاط سے دیکھو لتا۔ وہ لال ساری والی عورت کیا وہی بھکارن نہیں ہے ؟ " لتا نے آنکھوں پر زور دیا " بے وقوف نہ بنو۔ یہ کیسے۔ اوہ نہیں! ہاں " اس نے حلق میں پھنسا تھوک نگل کر کہا۔

" اور وہ بوڑھا آدمی وہ تو ٹوپی والا سے ملتا جلتا ہے۔ " پھر وہ شکلیں دھیرے دھیرے غائب ہوتی چلی گئیں۔ ایک اور عورت ابھر کر سامنے آئی۔ چہرہ تو خیر نظر نہیں آرہا تھا، اس کے ہونٹ جامنی رنگ کے تھے، ہاتھ میں چاقو تھا۔ اسکرین کے اوپر رنگ برنگے، دھبے نظر آنے لگے۔ ٹوپی والا اور لال ساری والی عورت ــــ دونوں پھر نظر آئے۔ ان کے پیچھے وہ بے چہرہ عورت نظر آئی اور اس نے ٹوپی والا کے پیٹ میں چاقو اتار دیا۔

" ارے یہ تو بڑی وحشتناک اور خونیں صورت حال ہورہی ہے " لتا نے کہا۔

" ٹھہرو! ذرا دیکھیں اب کیا ہوتا ہے۔ "

بھکارن غالباً اب یہ ڈراؤنا خواب نہیں دیکھ رہی تھی۔ اس لئے کہ اسکرین ایک دم خالی ہوگیا۔ لتا اپنے پیڈ پر جلدی جلدی کچھ لکھ رہی تھی۔

" تم کیا لکھ رہی ہو ؟ "

"اس بھکارن کا خواب ۔۔ اس سے پہلے کہ میں بھول جاؤں۔ یاد ہے اس کے ہاتھ میں ٹوٹی ہوئی چابی تھی ۔ سنو ۔۔ " وہ مڑی اور اس نے اس کتاب کے کچھ صفحات پلٹے جو میز پر الٹی رکھی ہوئی تھی۔ "ٹوٹی ہوئی چابی کا مطلب ہے غم، اور لال رنگ کا سمندر بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس کتاب کے مصنف کا کہنا ہے کہ لال رنگ یہ خوف ظاہر کرتا ہے کہ وہ شخص کسی کے حکم پر چلنے پر مجبور ہے ۔"

"لیکن یہاں سمندر تو ہے نہیں اور عورت کے کپڑے ؟ ہاں ۔ وہ بہت ڈھیلے ڈھالے تھے ۔ لگ بھگ ایسے جیسے بہہ رہے ہوں ۔"

"پھر تم اس سے کس نتیجے پر پہنچے۔۔ شیلو ! ارے بھئی لال سمندر کا مطلب ہے جارحانہ یا دھانسو رویہ !"

"مگر بہرحال وہ صرف ایک بھکارن ہی ہے۔ اگر وہ اپنے کچھ اچھے دنوں کو یاد کر رہی ہے تو وہ صحیح ہے اور اس کا غصہ بھی بجا ہے۔ "شیلش نے فلسفیانہ انداز میں کہا۔

"ارے بھول جاؤ اے دوست! مجھے تو بڑا دکھ سا محسوس ہورہا ہے۔ کیا یہ اچھی بات ہے کہ جن لوگوں کو ہم نہیں جانتے ان کے خواب ٹیپ کریں ؟ میں خوب جانتی ہوں کہ اب میں ان باتوں کو بہت دنوں تک نہیں بھولوں گی۔ زندگی میں یہ بے انصافی کیوں ہے؟"

خوابوں کو ٹیپ کرنے کا سلسلہ بڑی دیر تک چلتا رہا۔ دونوں نو عمر بچوں کے دماغوں پر اس کا بہت اثر تھا۔ لتا کی تو خواہش تھی کہ ایسے خواب دیکھے جو آنے والی مصیبت کی پیشین گوئی کریں۔ "اس صورت میں ہم کتنی مصیبتوں سے بچ سکیں گے ۔"

"میرے خیال میں ہر آدمی کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ آنے والی مصیبتوں کی پیشین گوئی کرسکے یا پھر کوئی دکھ بچے گا ہی نہیں ۔ تو پھر حیرت کا عنصر غائب ہوجائے گا۔ پھر تو زندگی میں بڑی آسانی سے پیشین گوئی ہونے لگے گی؟ "شیلش بڑبڑایا۔

"لیکن ذرا سوچو تو سہی کہ اس طرح ایک بہت بڑی تباہی سے بچا جاسکتا ہے۔ یہ دیکھو پڑھو۔۔۔"

"ایک امریکی خاتون نے خواب میں دیکھا کہ ایک بچہ ایک ایسے پائپ میں پھنس گیا ہے، جس کا دہانہ دریا میں جاکر کھلتا ہے۔ اٹھتے ہی وہ پولیس اسٹیشن گئیں، جہاں پولیس نے عقلی گدّوں یا اٹکل پر مبنی بات سننے سے منع کردیا۔ اس عورت کے بہت سمجھانے بجھانے پر آخرکار کسی طرح اس نے پولیس کو راضی کر لیا اور وہ لوگ اس جگہ پہنچے، تو انہیں ایک پانچ سالہ بچے کی مردہ لاش ملی، جو وقت پر اگر مدد مل جاتی تو بچائی جاسکتی تھی، لیکن عورت نے صرف خواب دیکھا تھا لہذا کسی نے اس پر یقین نہیں کیا۔"

"یہ تو بڑی ڈراؤنی بات ہے، زیادہ خوابوں کو نہیں پڑھنا چاہیے۔ لیکن یہ خواب کو ٹیپ کرنا کیسا ہے؟" شیلش نے پوچھا۔

"ہاں وہ ٹھیک ہے!"

خواب مشین کے پاس بیٹھے بیٹھے شیلش نے پوچھا۔ "اب کس کا خواب ٹیپ کیا جائے؟۔۔ ٹوپی والے کا؟"

"کیا ہمیں ایسا کرنا چاہیئے؟ یاد ہے ایک بار انکل نے کہا تھا کہ ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کے خوابوں میں دخل اندازی اچھی نہیں، وہ بھی اس کی اجازت کے بغیر۔"

"ہاں۔ آں۔۔۔ لیکن ایک آئیڈیا آیا، بشرطیکہ ہم لوگ اسے اپنے تک ہی رکھیں۔۔۔ ورنہ اس مشین کا کیا فائدہ؟"

"ہاں یہ ایک اہم سوال ہے شیلو!۔۔" اس کے ڈیڈی نے کمرے میں قدم رکھتے ہوئے کہا۔

"بچو! اس ایجاد یا کسی بھی ایجاد کے پیچھے مقصد تباہی نہیں، بلکہ بہتری ہونا چاہئے اس مشین کا مطلب ہے کہ انسان کو اس کے بارے میں بتایا جائے یا ہم اپنے بارے

میں خود جانیں۔۔ اس طرح اپنا جائزہ لینا یا معائنہ کرنا بہتر ہے چونکہ تم لوگ اس پروجیکٹ میں کافی دلچسپی لے رہے ہو تو تم کیوں نہ مسٹر ڈمرو ۰ کا خواب ٹیپ کرو۔" یہ کہہ کر ڈاکٹر رائے چودھری نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا اور بولے۔۔ "وہ اس وقت اپنا سہ پہر والا آرام کررہے ہوں گے۔ " یہ کہتے ہوئے سائنس داں اپنے بنائے ہوئے اُس خاص پینل کی طرف گئے اور اسے آن کرکے چالو کردیا۔

مسٹر سوریہ شیکھر ڈمرو ۰ رتالہ کے واحد بینک کے مینجر تھے اور ان کے پاس ایک ملازم تھا۔ یہ دونوں شہر کے باہر اس قصبے میں کام کرنے کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔

مسٹر ڈمرو لگ بھگ پچاس پچپن کی عمر کے ہوں گے۔گنجے بھی ہورہے تھے۔سب کو بہت پسند تھے ۔ جب سے ان کے اٹھارہ سالہ بیٹے کی موت ہوئی تھی دونوں میاں بیوی اکیلے رہتے تھے۔ موت سے زیادہ جن حالات میں بیٹے کی موت ہوئی تھی ۰انہوں نے مسٹر ڈمرو سے جینے کا حوصلہ چھین لیا تھا۔ ماں باپ دونوں کی لاعلمی میں بیٹا " اکھلیش ڈمرو نشیلی دواؤں کا عادی ہوگیا۔ ایک روز ضرورت سے زیادہ دوا کی خوراک کھالینے سے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا اور چلا گیا۔ ماں باپ اپنی قسمت پر روتے اور کوستے رہ گئے ۔ اس دن مسٹر ڈمرو بہت سنجیدہ تھے اور ان کی بیوی بیٹے کو یاد کرکے رو رہی تھیں۔

" جو نقصان ہوگیا ۰ اس پر رونے سے اب کیا فائدہ ؟ " مسٹر ڈمرو نے اٹھتے ہوئے کہا۔ " یہ تو ہماری قسمت تھی ۰ لیکن ہم قسمت کو بھی کیوں برا کہیں؟ خیال تو ہمیں خود اپنے بیٹے کا رکھنا چاہیئے تھا۔ جب وہ بری صحبت میں پڑگیا تھا۔ ہم اپنی زندگی کی دل چسپیوں میں اس قدر گم تھے کہ پتہ ہی نہیں چلا کہ جہاز کب ڈوب گیا ۔ رونا بند کرو۔ تمہیں مسٹر ٹیک چندانی کو دیکھنے جانا ہے۔" ان کی ڈاکٹر بیوی اپنے کسی مریض کو دیکھنے چلی گئیں۔ " اور پھر وہ سو گئے ۔

جلدی ہی مسٹر ڈمرو نے خراٹے لینا شروع کردیے۔ پہلے دھیرے دھیرے ۰ پھر جلدی

جلدی۔۔۔ ہر منٹ پر ان کے خراٹوں کی آواز بڑھ جاتی تھی۔

اس دوران وہ لوگ۔۔ ان کے خواب دیکھنے کا انتظار کر رہے تھے۔ "مجھے یقین ہے کہ ڈمرو انکل کا خواب دلچسپ ہوگا۔" لتا نے کہا۔۔ "وہ بہت اچھے آدمی ہیں۔" اسکرین حرکت میں تھا۔ چوڑی چوڑی دھنک کے رنگوں کی چمکتی لکیریں اسکرین پر نظر آرہی تھیں۔ بہت آہستہ آہستہ ان افقی لکیروں نے ایک سیڑھی کی سی شکل اختیار کرلی جو لگ بھگ پانچ منٹ تک اسکرین پر رہی۔ سیڑھی کے چاروں طرف لال لال رنگ ہی دکھائی دے رہا تھا۔ اوپر کے سیدھے کونے سے ایک نقطہ ابھرا اور دھیرے دھیرے بڑا ہوتا گیا اور پھر سیڑھی کی طرف لڑھکنے لگا۔ یہ بڑی بڑی لہروں سے برابر ہل جل رہا تھا۔

پندرہ منٹ بعد وہ دھبہ سیڑھی کی طرف بڑھا اور ان تینوں نے کہا کہ وہ مسٹر ڈمرو تھے۔

"اوہ! وہ رہے۔۔ انکل ڈمرو!" شیلش بولا۔

"شیلو! کیا تم اسے ریکارڈ کر رہے ہو؟ میں ذرا اس کی انالیسس کروں گی۔ انکل پلیز آپ میری مدد کریں گے۔"

"ہاں بیٹا۔۔" ڈاکٹر رائے چودھری نے جواب دیا۔۔ "سیدھی سی بات ہے کہ مسٹر ڈمرو کا خواب خواہشوں اور امیدوں کی علامت ہی ہوگا۔"

"اوہ! نہیں۔۔ اب وہ سیڑھی پر چڑھ رہے ہیں۔"

مشکل سے ہانپتے کانپتے مسٹر ڈمرو سیڑھی کے اوپر تک پہنچے اور۔۔ اچانک ان کا توازن بگڑا اور لڑھکتے ہوئے گرے اور چاروں طرف لہراتی موجوں میں گم ہوگئے۔ مسٹر ڈمرو کے اس برے خواب کے بعد خواب ٹیپ کرنے کا پروگرام دن بھر کو ملتوی ہوگیا۔

☆ ☆ ☆

اگلے دن جب سارے مہمان چلے گئے تو مہمانوں کے کمروں کی صفائی کے دوران ڈاکٹر رائے چودھری کو ڈاکٹر پریرا کے کمرے سے ایک لال رنگ کی پلاسٹک کی فائل ملی۔ اس سے پہلے کہ دونوں بچوں یا بوسکی کی نظر اس فائل پر پڑے، انھوں نے وہ فائل الماری میں ڈال دی کہ وہ بعد میں اس کو ڈاک سے بھیج دیں گے۔

شرکت

مہمانوں کے جانے سے سب سے زیادہ جو لوگ خوش تھے وہ شیلش اور لتا تھے۔ "آخرکار سافیئو کا ایجنٹ، جو بھی تھا وہ چلا گیا۔" شیلش نے اطمینان کا سانس لیا۔ بعد میں جب لتا آئی۔

"چلو پیچھا چھوٹا!" لتا بھی شامل ہوگئی۔

"لیکن یہ بہت برا ہوا کہ ہم لوگ پتہ نہیں چلا سکے کہ مجرم کون تھا؟" شیلش نے افسوس ظاہر کیا۔

لتا کو پورا یقین تھا کہ یہ ڈاکٹر پریرا ہی تھے۔ بغیر ثبوت کے شیلش کچھ کہنا نہیں چاہتا تھا، بہرحال یہ بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ ڈاکٹر لتھرا یا پروفیسر بیزجی ہوں۔

"ہم کیوں ان بدمعاش لوگوں کے بارے میں سوچ سوچ کر پریشان ہوں، جبکہ ہمارے پاس خواب مشین موجود ہے"؟ دونوں نے بیک وقت کہا۔

ان دونوں نے خواب مشین پر اب تک ہر ترکیب استعمال کرکے دیکھ لی تھی مگر وہ اب تک کسی ایسے خواب کو نہیں دیکھ پائے تھے جس سے کچھ خاص یا پراسرار سنسنی خیز رازوں کا پتہ چلے۔ کچھ دیر گفتگو کرنے کے بعد یہ طے پایا کہ شیلش آج رات لتا کے خواب میں داخل ہوگا۔

اس کام کے لئے انہیں ڈاکٹر رائے چودھری کی ضرورت تھی۔ اس لئے کہ اب تک انہوں نے یہ نہیں بتایا تھا کہ کوئی کسی دوسرے کے خواب میں کیسے داخل ہوتا ہے اور پھر نکلتا کیسے ہے۔

اس وقت وہ کچھ دور کسی بیمار پڑوسی کو دیکھنے گئے تھے اور جب جا رہے تھے تو شیلش سے کہہ کر گئے تھے کہ اس ملاقات کو وہ بہت دن سے ٹال رہے تھے۔

"لتا چلو کیوں نہ ہم سکریبل کھیلیں!" (ایک کھیل جس میں الگ الگ حرفوں سے ایک بڑا سا لفظ بناتے ہیں اور اس کے نمبر ملتے ہیں)۔

"خیر کھیل میں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں مگر اچھا یہ ہے کہ انکل جلدی سے آجائیں کیونکہ میں نے ممی سے جلدی ہی واپس آنے کا وعدہ کیا تھا۔"

وہ دونوں شیلش کے کمرے میں پلنگ پر بیٹھ کے اور اپنی پوری ذہانت کا مجسمہ بنے لفظوں کا کھیل (سکریبل) کھیلنے لگے۔ بوسکی کونے میں لیٹا تھا۔ جب ان دونوں میں کوئی بحث ہونے لگتی تو وہ اپنے کان پھڑپھڑانے لگتا۔ اسے یہ پسند تھا کہ وہ دونوں اس کے سامنے رہیں اور کوئی بھی کھیل کھیلیں۔ نہ جوتے لانے کا حکم تھا نہ بلا، نہ گیند۔ اور حکم ماننے کی تاکید۔ یوں مزے میں بیٹھے زندگی بڑی پرسکون لگتی تھی۔

"کھٹاک۔ زمین پر کسی چیز کے سیدھے گرنے کی آواز آئی۔ پلنگ کے دوسری طرف لیمپ کے پاس۔ جیسے قیامت آگئی ہو۔ اس سے پہلے کہ وہ دونوں سمجھ پاتے کہ کیا ہوا بوسکی نے زور سے چھلانگ لگائی اور پلنگ پر اس طرح دوڑا کہ وہ سکریبل کے بورڈ پر سے گزرتا ہوا دوسری طرف کود گیا جس طرف سے آواز آئی تھی۔

ظاہر ہے سارے کھیل کا اس نے ستیاناس کر دیا تھا۔ لتا چیخ رہی تھی اور وہ ادھر ادھر سونگھ رہا تھا۔

"اس کتے کی تو خوب دُھنائی کرنا چاہیئے" وہ چلائی۔

"کھیل تو خراب ہی ہوگیا۔ اب اس پر چلانے سے کیا فائدہ!"

"چلو ایک طرح سے اچھا ہی ہوا۔ انکل جلدی سے آئیں گے نہیں۔ اب مجھے چلنا چاہیے۔"

"اچھا۔ پھر ملاقات ہوگی!" شیلش لتا کو دروازے تک چھوڑنے آیا۔

گھر کے اندر آکر شیلش نے کتے کو بہت ڈانٹا۔ "نالائق جانور! تم پلنگ پر کیوں کودے"؟ کتے کو پتہ تھا کہ اس کو ڈانٹا جارہا ہے وہ شیلش کے قدموں میں لوٹنے لگا اور ناخن چاٹنے لگا۔

جب کئی گھنٹوں بعد ڈاکٹر رائے چودھری آئے تو بیٹے اور اس کے کودتے پھاندتے کتے نے انہیں گھیر لیا۔

"شیلش!" وہ غصے میں گرجے۔ "میں نے تم سے کتنی بار کہا ہے کہ جب کبھی میں باہر سے گھر میں آیا کروں تو تم اس کتے کو مجھ سے دور رکھا کرو۔ دیکھا! اس نے میرا سارا پتلون خراب کر دیا۔"

"بوسکی! بیٹھ جاؤ ورنہ نکل جاؤ!"

بے چارے کتے نے ڈر کے مارے اپنے کان لٹکا لئے اور خاموشی سے کمرے سے باہر چلا گیا اور پلنگ کے نیچے جاکر بیٹھ گیا۔

"ڈیڈ! آج میں لتا کے خواب میں آنا چاہتا ہوں کیا یہ ممکن ہے؟"

اس کے ڈیڈی نے بخوشی اس بات کو منظور کر لیا۔ اس لئے کہ وہ سوچتے تھے کہ دوسرے مقاصد کے لئے بھی یہ جاننا دلچسپی کا سبب ہوگا۔ پھر بھی انہوں نے بتایا کہ جب شیلش لتا کے خواب میں داخل ہو اور باہر نکلے اس وقت وہ اپنی موجودگی چاہتے تھے۔ انہوں نے سمجھایا۔ "اس کے خواب میں آنے کے لیے تمہیں بھی سونا پڑے گا اور تمہارے اس کے خواب میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت میرا موجود رہنا بہت ضروری ہے۔

"میں تمہیں بتا دوں کہ یہ کتنا خطرناک کام ہے" ڈاکٹر رائے چودھری نے ان کو احتیاط سے کام لینے کی ہدایت کی۔ "جب اس کا خواب ختم ہوگا تو تم خود ہی اپنے آپ اس سے باہر نہیں نکل سکو گے۔ اس کے لئے مجھے "ایگزٹ" دبانا ہوگا۔ ورنہ اس وقت تک تم اس کے دماغ میں پھنسے رہو گے۔

شلیش کے لئے یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں تھی، اس نے سنی اور ہوا میں اڑادی۔۔۔

"ارے ڈیڈی! خواب میں بیس منٹ سے زیادہ نہیں لگیں گے۔ یہ مت سمجھیے کہ جب تک میں خواب سے واپس آؤں۔ آپ سونے کے لئے چلے جائیں گے۔"

"ظاہر ہے نہیں!" اس کے ڈیڈی نے اس کا بے بنیاد خوف دور کرنے کے لئے کہا۔۔۔ "یہ تو میں نے تمہیں ایک کمزوری بتائی تھی بس۔" وہ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر بولے۔۔۔ "ارے تو پھر انتظار کس بات کا ہے۔؟ چلو بیٹے! شروع ہوجائیں ہم لوگ!"

پانچ منٹ کے اندر ڈاکٹر رائے چودھری نے "کی بورڈ" کے نیچے کی دراز سے ایک ہیڈ فون نکالا۔ بس فرق یہ تھا کہ اس میں ایک دھات کی پلیٹ لگی تھی جسے ماتھے پر باندھنا تھا۔

"یہ لگاؤ!" انہوں نے کہا۔ شیلش نے اپنے ڈیڈی کے کہنے کے مطابق کیا۔ اس نے تار کا ایک سرا تو ہیڈ فون میں لگا دیا اور دوسرا خواب مشین کے "کی بورڈ" میں۔

"اچھا اب بس تمہیں لتا کے خواب کا انتظار کرنا ہوگا۔ فوراً ہی دھندلی دھندلی تصویریں اسکرین پہ آنے لگیں۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک موٹی، چرچری لتا آگے کو جھکی ہوئی ایک لال رنگ کا فائل پکڑے اوپر چڑھنے کی کوشش کر رہی ہے۔

ڈاکٹر رائے چودھری نے ایک لمحہ کے لئے آنکھیں بند کر لیں اور گہری سانس لے کر شیلش کے ماتھے پر لگے ہیڈ فون کی بیلٹ پر ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ انہوں نے پھر گہری سانس لی اور اب "اینٹر" (داخل) کی بورڈ، پر لگے بٹن کو دبا دیا۔

فوراً ہی اسکرین سے تڑتڑ آوازیں آنے لگیں اور چنگاریاں سی اڑتی دکھائی دیں۔ ڈاکٹر رائے چودھری نے اپنے ہونٹ کو کاٹتے ہوئے سوچا۔ "کہیں کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوگئی؟" اگر کچھ غلطی ہوگئی تو ان کا بیٹا زندگی بھر کے لئے "ذہنی طور پر کمزور" ہوجائے گا۔ چند لمحے بڑی اذیت ناک سی فکر میں گزرے اور پھر شیلش اپنی دوست کے خواب کا ایک حصہ بن گیا۔

"اے لتا!" شیلش مسکرایا۔ لتا نے پیچھے ہاتھ ہلایا اور اشارہ کیا کہ وہ بھی اس کے ساتھ "ٹریک" (لمبا سفر۔ جنگلوں، پہاڑیوں کے درمیان) میں شامل ہوجائے۔ "تم یہ لال فائل کیوں لئے ہو لتا؟" اس نے پوچھا اس کے الفاظ جیسے بھاپ بن کر اڑ رہے تھے۔

"مجھے خود نہیں پتہ کہ یہ میرے پاس کیسے آئے؟ اس عجیب و غریب ماحول میں ہوا پر تیرتی لتا کی ہلکی سی آواز آئی۔

"کاش ہم بوسکی کو ساتھ لائے ہوتے! وہ ہمیں اس خطرناک "سافیو ایجنٹ کا کچھ اتا پتا تو بتاتا۔ کاش! ہمیں معلوم ہوتا کہ ان تینوں میں سے کون مجرم تھا؟" شیلش نے کہا۔

"شی۔۔ ششش" لتا کی دھیمی آواز آئی۔

"تم کھس پُس کیوں کر رہی ہو؟" شیلش نے لتا سے کہا۔

"میں۔۔ میں۔۔ کھو۔۔ س۔۔ پھو۔۔ س۔۔ نا۔۔ نہ۔۔ نہیں۔۔ ک۔۔ کر۔۔ رہی ہوں۔ میری ز۔۔ با۔۔ آ۔۔ ن۔۔ کو۔۔ کو۔۔ چھ۔۔ ہو۔۔ ہو۔۔ رہا۔۔ ہے۔" اس نے ایک پریشان سی نظر پیچھے ڈالی۔

"تمہاری زبان تو ٹھیک ہے۔۔۔ لے۔۔ کن۔۔ دے۔۔ کھو۔۔ میں۔۔ ری۔۔ آ۔۔ وز۔۔ کو۔۔ بھی۔۔ کوچھ۔۔۔ ہو۔۔۔ رہا۔۔۔ ہے۔"

"ان۔۔ تی۔۔ ظا۔۔ ک۔۔ رو۔۔!" لتا کی آواز جیسے واپس آرہی تھی۔

"وہ ہے وہ بدمعاش، ڈاکٹر پریا۔ پکڑو اسے! وہ انکل رائے کی مشین لئے بھاگا جارہا

ہے۔ بوکی۔ بوکی ۔۔ اس شیطان پریرا کو پکڑو۔!"

"پرے۔۔ شیطان پریرا۔۔۔ میں ۔۔ میں ۔۔ تم۔ ہیں وہ ۔۔ خا ۔۔ خواب ۔۔ مشین ۔۔ نہ ۔۔ نہیں ۔۔ لے جانے ۔۔ دوں ۔۔ گی ۔۔"

شیلش خود عجیب پاگلوں کی طرح اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ اس کے بازو اس کے بدن سے الگ ہوکر ۔ لتا کے ساتھ ساتھ آگے چلنے کی بڑی جدوجہد کر رہے تھے۔ کچھ دیر کے بعد اس کے جسم کے الگ ہوئے حصے دوبارہ آکر اس کے بدن میں لگ گئے ۔

ٹھیک اسی وقت جب ڈاکٹر رائے چودھری اپنے بیٹے اور لتا کو دھما چوکڑی مچاتے دیکھ رہے تھے کہ ۔۔ باہر گیٹ کی گھنٹی نے ان کو چوکنا کر دیا۔

بن بلایا مہمان!

"رات کے اس پہر کون ہوسکتا ہے ؟" ڈاکٹر رائے چودھری نے سوچا اور پھر انہیں ایک دم خیال آیا کہ ڈاکٹر پریرا اپنی فائل بھول گئے تھے، کہیں وہ لینے نہ آئے ہوں۔!

"اس کا مطلب ہے کہ یہ بہت اہم ہے، ورنہ بے چارہ بوڑھا جوناتھن ہرگز اس بے تکے وقت نہ آتا۔" انہوں نے نتیجہ نکالا۔

دو لمحے بعد سائنس داں نے طے کیا کہ وہ ذرا اوپر جاکر دیکھ ہی آئیں۔ انہوں نے اسکرین پر نگاہ ڈالی۔ وہ دونوں اب بھی اپنی کوششوں میں مصروف تھے۔ بس خواب ختم ہونے میں سات منٹ اور ہیں، پھر یہ خواب ختم ہوجائے گا۔ انہوں نے اندازہ لگایا اور لپک کر سیڑھیوں پر چڑھنے لگے۔ اس یقین کے ساتھ کہ وہ اس وقت تک واپس آجائیں گے اور شیلش کو لتا کے خواب سے نکال لیں گے ۔

ڈاکٹر الماری کے خفیہ راستے سے نکلے اور لائبریری کی طرف لپکے ۔ دروازہ واپس بند

کرتے ہوئے انہوں نے باہر قدم نکالا۔ مگر خوف کے مارے بالکل جم سے گئے۔

ان کے بالکل سامنے ایک لمبے چوڑے ڈیل ڈول کا ایک مجسمہ سا، سر سے پاؤں تک کالے کپڑوں میں لپٹا کھڑا تھا۔ وہ کالی ٹوپی اور کالے جوتے پہنے تھا۔ وہ بات جس نے ڈاکٹر رائے چودھری کے بڑھتے ہوئے قدم روک دیے۔ یہ تھی کہ اس کے ہاتھ میں انہی کا نشانہ بنائے، ایک آٹوگن تھی۔

"خبردار! جو آگے بڑھے" نقاب پوش نے دھمکی دی۔ "یہ ہتھیار جو تم اپنی طرف بڑھا دیکھ رہے ہو پورا بھرا ہوا ہے اور اگر یہ چلا تو تمہارے سینے میں چھ انچ کا سوراخ کر دے گا اور یقین جانو ذرا سی "سی" کے علاوہ کوئی آواز نہیں ہوگی۔"

سائنس داں کا دماغ گھوم رہا تھا۔ وہ نووارد ان کی طرف دھیرے دھیرے قدم بڑھا رہا تھا۔ مگر۔۔ شیلو! یا خدا۔ لتا کے خواب میں پھنس جائے گا۔، اگر وہ چند سیکنڈ کے اندر اندر وہاں نہ پہنچ سکے۔!

ابھی وہ کسی ہیرو جیسا کوئی طریقہ سوچ بھی نہیں پائے تھے کہ اس نقاب پوش نے ان پر حملہ کر دیا۔ ڈاکٹر رائے چودھری ایک طرف ہٹ کر بچے اور جیسے ہی وہ آدمی پاس سے گزرا انہوں نے مٹھی بھینچ کر ہتھوڑے کی طرح اس پہ وار کیا، جو اس کے سر پر اس انداز سے لگا کہ اس کا سر گھوم گیا۔ جیسے ہی وہ آدمی دیوار سے ٹکرا کر پلٹا تو اس نے سانڈ کی سی بھیانک آواز نکالی جس سے پورا کاریڈور لرز سا گیا۔

ڈاکٹر رائے چودھری نے راستہ پھلانگنا چاہا۔۔ ان کی آنکھیں زمین پر گن کی طرف تھیں جو اس کشتی میں نقاب پوش کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی۔ جیسے ہی سائنس داں نے جھک کر گن کو اٹھانا چاہا نقاب پوش ان کی طرف جھپٹ پڑا۔ اس کا جسم مہمانوں کے کمرے کے دروازے سے ٹکرایا اور دونوں کے جسمانی زور سے دروازہ ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا۔

نقاب پوش نے ایک مشاق لڑنے والے کی طرح پہلے اپنے پر قابو پا لیا۔ ظاہر ہے سائنس داں جو ان سب باتوں سے واقف نہ تھا وہ سکتے کے سے عالم میں زمین پر رینگ رہا تھا۔

نقاب پوش نے اپنی بیلٹ میں سے ایک سرنج نکالی۔ "سافیو کی طرف سے سلام" اس نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔ یہ کہہ کر اس نے فوراً ایک لال رنگ کا شیرہ سا ڈاکٹر رائے چودھری کے دائیں بازو میں اتار دیا اور وہ ذرا سی احتجاجی جنبش بھی نہ کر سکے۔ سافیو ایجنٹ کو پتہ تھا کہ اب ڈاکٹر رائے چودھری مزے میں چھ گھنٹے کی نیند سوئیں گے۔ پھر بھی وہ کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتا تھا۔ لہذا اس نے اپنی جیب سے نائلون کی رسی نکالی اور بے ہوش ڈاکٹر رائے چودھری کے دونوں ہاتھ پیچھے باندھ دیے اور پھر ان کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹتا ہوا ان کے کمرے میں لایا۔

اس دوران بوسکی نے بھونک بھونک کر آسمان سر پر اٹھا لیا۔ وہ ان کی کشتم پچھاڑ دیکھ رہا تھا۔ محض ایک اتفاق تھا کہ وہ کسی طرح اپنے چھوٹے مالک کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہوگیا اور چھلانگیں لگاتا ہوا نیچے آیا۔ حالانکہ سافیو ایجنٹ نے اس وقت تک اپنی بیلٹ کے پاؤچ سے ایک "ڈارٹ گن" کھینچ لی تھی۔

کسی اجنبی کا تو اس گھر میں ویسے بھی استقبال نہیں ہوتا تھا اور اس بات نے تو بوسکی کو اور بھی غصہ دلا دیا کہ ایک اجنبی کی یہ مجال کہ وہ میرے مالک کے ڈیڈی پر حملہ کرے۔ اس آلے کی حقیقت سے بے خبر جو نقاب پوش کے پاس تھا کتے نے اس پر حملہ کر دیا۔

اس سے پہلے کہ بوسکی اپنے اگلے پنجے اس اجنبی کی ٹانگوں تک لے جاتا، اس نے کتے کے پچھلے حصہ میں ڈارٹ گن سے وار کر دیا اور بس کتے کے ہوش و حواس جاتے رہے۔

پھر نقاب پوش نے کتے کو اس طرح اٹھایا جیسے وہ کوئی کھلونا ہو اور وہی لال شیرہ اسکی رگوں میں بھی داخل کردیا۔ پھر وہ بوسکی اور رائے چودھری کو گھسیٹ کر اوپر سائنس داں کے کمرے میں لے گیا اور ان کو پلنگ پر اس طرح ڈال دیا جیسے آلوؤں سے بھرا بورا۔ اس کے بعد اس اجنبی نے بوسکی کو اٹھاکر ایک الماری کھول کر اس میں ڈال دیا اور باہر سے چٹخنی لگا دی۔ اور پھر پوری طرح حفاظت کے خیال سے ڈاکٹر رائے چودھری کے کمرہ کو باہر سے بند کر دیا اور دوبارہ یقین کر لیا کہ دروازہ مضبوطی سے بند ہے ۔

پھر وہ چھلانگیں مارتا ہوا ، سائنس داں کی لائبریری کی طرف دوڑا۔ وہ خاموشی سے کمرے میں داخل ہوا اور دھیمے سے دروازہ بند کر دیا ۔ سب سے پہلے اس نے جلدی جلدی ساری دیواروں کو چیک کیا ، چلتے چلتے بائیں طرف رکھی میز کے نیچے بھی جھانک لیا اور پھر الماری کی طرف بڑھا۔

الماری کے دروازوں سے ناواقف، سافیو ایجنٹ نے اس کو کھولا اور اچھی طرح اندر جھانکا کہ کوئی اندر چھپا تو نہیں ہے۔ جب اطمینان ہوگیا تو اسے آہستہ سے بند کردیا۔

☆ ☆ ☆

نقاب پوش کو ذرا بھی اس بات کا علم نہیں تھا کہ جہاں وہ کھڑا ہے بالکل اس کے بیس فٹ نیچے ، شیلش بے ہوشی کے عالم میں ایک گھومنے والی کرسی پر بیٹھا ہے۔ لتا کا خواب بہت پہلے ختم ہوگیا تھا ۔ مگر جب تک کوئی " ایگزٹ " کی نہ دبائے وہ باہر نہیں نکل سکتا تھا ۔ لہذا شیلش اس کے خواب میں پھنس چکا تھا ۔

دوسری طرف صبح ہونے پر لتا جب نیند سے جاگی تو اس کے سر میں سخت درد تھا، جیسے کوئی سر پر ہتوڑے مار رہا ہو۔ وہ اپنے آپ کو بہت کمزور محسوس کر رہی تھی ۔ بڑی عجیب طرح سے دل متلا رہا تھا ۔لگتا تھا کہ کسی وقت بھی اسے قے ہوجائے گی۔ اس نے

اپنی امی کو آواز دینا چاہی مگر نہ دے سکی۔ بس وہ پلنگ پر بے سدھ لیٹی چھت کو تک رہی تھی اور کوشش کر رہی تھی کہ کسی طرح اس میں سکت پیدا ہو۔

لتا کو اپنے خواب کے بارے میں کچھ بھی یاد نہیں تھا۔ اس نے دوبارہ اپنی ممی کو آواز دینا چاہی مگر خوف و حیرت سے جیسے اسے اپنی سانس رکتی محسوس ہونے لگی۔ اچانک رات کے واقعات نے اس کے دماغ کو بوجھل کر دیا۔ "ہے بھگوان۔ ہے بھگوان میری یادداشت واپس آجائے؟" اس نے چپکے چپکے دعا مانگی۔

"اے بھگوان!" اچانک تھوڑی تھوڑی سی باتیں اسے یاد آنے لگیں کہ کل رات شیلش میرے خواب میں آیا تھا۔ لیکن پھر کیا ہوا تھا؟ کیا وہ میرے خواب سے نکل سکا؟ خواب میں کیا ہوا تھا۔ ان سارے سوالوں کا کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔ جو اس کے دماغ پر چوٹ پر چوٹ لگائے جا رہے تھے۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔ اور دھیرے دھیرے اپنے آپ کو پرسکون کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"سکون ۔۔ سکون!" اس نے اپنے آپ سے کہا۔

کچھ دیر بعد جب ذرا سا درد کم ہوا تو لتا اٹھی۔ ٹھنڈے پانی سے منہ دھویا۔ ممتہ گھرانے کے حساب سے ابھی سویرا تھا۔ لہٰذا وہ پھر پلنگ پر لیٹ گئی۔ چادر میں منہ چھپا کر اس نے رات کے خواب کے واقعات کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔

دھیرے دھیرے اسے یاد آیا کہ وہ ایک اونچائی پر چڑھ رہی تھی۔ اس کے ہاتھوں میں ایک لال رنگ کا پلاسٹک کا فائل تھا۔ جب شیلش آیا تو اس نے "ہائے" کہا اور بس۔ وہ اپنے دوست کے بارے میں سوچنے لگی۔ جو اس کے خواب میں آیا تھا۔ "اے بھگوان! میری مدد کر۔" لتا نے گڑگڑا کر دعا مانگی مگر بے فائدہ۔ وہ اپنی یادداشت واپس لانا چاہتی تھی جو اس کے لئے ایک بڑا مسئلہ بنی ہوئی تھی۔ اسے اپنے خواب کی شروع کی کڑیاں تو یاد تھیں مگر ۔۔ بعد میں کیا ہوا؟ کچھ یاد نہیں آرہا تھا!

ویسے لتا کے ساتھ اُس وقت بھی یہی ہو رہا تھا، جس رات وہ کارل جنگ کو خواب میں دیکھ لیتی تھی۔ مگر تب اسے نہ حیرت ہوتی تھی اور نہ پرواہ! اب کیا۔ اب تو جب چاہے وہ جاکر خواب مشین میں اپنا خواب دیکھ سکتی تھی۔

ایک گھنٹے بعد بھی اس کے دماغ کی وہی کیفیت تھی جیسے کوئی چیز "ٹھک" سے دماغ پر لگتی ہو، وہ سائیکل چلاکر اپنے دوست کے گھر پہنچ گئی۔

شدید شبہات!

شیلش کے گھر کے گیٹ پر پہنچ کر لتا دھک سے رہ گئی۔ سرخ اینٹوں کے بنے اس مکان میں زندگی کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے۔ کھڑکیوں کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ سارے دروازے، کھڑکیاں اندر سے مضبوطی سے بند تھے۔ چاروں طرف کوئی بھی تو نظر نہیں آرہا تھا۔ "شاید وہ لوگ اب تک سو رہے ہوں؟" اس نے سوچا۔

"آشیانہ" کے چاروں طرف کے ماحول کو دیکھ کر لتا رک گئی۔ اسے لگا کہ یہ سب بالکل خلاف توقع ہے۔ جب سے شیلش اور اس کے ڈیڈی مہتہ کے گھرانے سے آپسی تعلقات ہوئے تھے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ وہ بغیر بتائے کہیں چلے گئے ہوں۔ ٹھیک ہے انکل رائے چودھری بھلکڑ ہوسکتے ہیں مگر پھر بھی وہ ایسی غلطی کبھی نہیں کرسکتے۔۔ اس نے خود کو یقین دلایا۔

اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ "ممکن ہے کہ شیلو کے بہت سے عملی مذاقوں میں سے ایک یہ بھی مذاق ہو" لتا نے قیاس ظاہر کیا۔ جیسے ہی وہ سائیکل سے اتری۔ "اچھا ذرا ٹھہرو! شیلو۔۔ ابھی تمہیں مزہ آئے گا۔"

لتا نے صدر دروازے پر پہنچ کر گھنٹی دبائی۔ کوئی جواب نہیں۔۔ اس نے پھر

دبائی۔ پھر بھی جواب نہیں ۔۔ جبکہ گھنٹی بجنے کی صاف اور تیز آواز وہ خود اپنے کانوں سے سن رہی تھی۔

وہ منتظر تھی کہ ڈاکٹر رائے چودھری یا شیلش کوئی آکر دروازہ کھولے گا۔ لیکن جب ان لوگوں کے ہشاش بشاش چہرے نظر نہیں آئے تو اس نے آخری بار گھنٹی بجائی۔ سب سے زیادہ پریشان کن بات لتا کو یہ لگ رہی تھی کہ بوسکی تک کے بھونکنے کی آواز نہیں آرہی تھی۔ لتا کو یاد آیا۔ اس سے پہلے ایک موقع پر مسز ایگنس اور شیلش کی غیر موجودگی میں ڈاکٹر رائے چودھری نے گھر میں بوسکی کو بند کر دیا تھا۔ اس لئے کہ انہیں ضروری کام سے شہر جانا تھا۔

اس کے دماغ نے ہر طرح کے امکانات پر غور کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ دونوں چودھری اور بوسکی کو سافیئو ایجنٹ نے اغوا کر لیا ہے۔

لتا اپنی سائیکل کی طرف بڑھی تو وہ عجیب طرح کے جذباتی تناؤ میں الجھی ہوئی تھی۔ جن میں جھنجھلاہٹ بھی تھی ۔۔ امید بھی تھی۔۔ "کاش! وہ دونوں کسی ضروری کام سے کہیں چلے گئے ہوں۔ اور ڈر بھی تھا۔۔ عام حالات میں شیلو ضرور مجھے اپنے جانے سے مطلع کرتا۔" اس نے سوچا۔

جیسے ہی لتا اپنی سائیکل پر سوار ہونے والی تھی اس نے پلٹ کر ایک بار پھر گھر پر نظر ڈالی۔ تھوڑی دیر کے لئے اسے لگا کہ اوپر گھر میں کھڑکیوں کے پیچھے کوئی ہے۔ اس نے پھر ایک بار کچھ احتیاط کے ساتھ نظر ڈالی تو کچھ بھی نہ تھا۔

"نہ جانے میں کیا کیا سوچ رہی ہوں!" یہ سوچتی وہ سائیکل پر بیٹھی اور گھر کی طرف روانہ ہوگئی۔ لتا نے بمشکل دس فٹ کا فاصلہ طے کیا ہوگا کہ اسے اچانک ایک لمبے دبلے اور جانی پہچانی شکل کے آدمی نے روک لیا۔ چند لمحوں تک تو لتا اس کو پہچان ہی نہیں پائی۔ ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ، وہ آدمی اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ لڑکی نے دوبارہ

اس شکل کو دیکھا اور پھر۔۔۔ وہ ایک دم پتھر سی ہوگئی! اس نے پہچان لیا تھا کہ وہ ڈاکٹر جوناتھن پریرا تھے۔

تیل سے چپکے بالوں کی جگہ، بے حد فیشن کے بال بنے ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنا مخصوص پتلون اور دھاری دار قمیص بھی بدل لی تھی، اس کی جگہ بھورے رنگ کی جینس اور کالی چمڑے کی جیکٹ پہنے تھے۔ کالے جوتوں کی جگہ "سنیکرز" نے لے لی تھی۔

لتا بوکھلاہٹ میں طے نہیں کر پارہی تھی کہ کس طرف دوڑے۔ اس نے گھبراہٹ میں سائیکل سیدھی اس آدمی سے بھڑا دی اور زمین پر گر پڑی۔ ڈاکٹر پریرا نے دوسرے لمحے ہی اپنا توازن ٹھیک کر لیا اور اپنا بالوں بھرا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ لتا پیچھے کی طرف اچھلی اور اسے اس طرح پرے دھکیل دیا جیسے وہ بجلی کا گرم تار ہو۔۔ "مجھ سے دور رہو۔۔ تم گھٹیا غلیظ جانور!" وہ چیخی۔

"اطمینان رکھو مائی ڈیئر! میں وہ نہیں ہوں جو تم سمجھ رہی ہو!" ڈاکٹر پریرا نے آہستہ سے کچھ اپنائیت کے لہجے میں کہا۔ وہ آدمی اسے پسندیدہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اور لتا اس کی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔ اس وقت وہ بالکل بدمعاش نہیں لگ رہا تھا۔

ڈاکٹر پریرا نے ایک پنی چڑھا (لیمینیٹڈ) کارڈ لتا کی طرف بڑھایا جو اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ وہ "سائنس اور تکنالوجیکل انٹیلی جنس نیٹ ورک (ایس۔ اے۔ ٹی۔ آئی۔ این۔ سائٹن) کا ممبر ہے جو این۔ ایف۔ آر۔ سی۔ کی اعلیٰ تحفظی ڈویژن ہے۔ کارڈ کے اوپر دفاعی منسٹری کے کسی آفیسر کے دستخط بھی تھے۔

انھوں نے بتایا کہ انھیں این۔ ایف۔ آر۔ سی۔ آئی۔ کی طرف سے اس ڈیوٹی پر لگایا گیا ہے کہ سافیو کے کاموں کو بے اثر، ناکام اور سائنس داں اجیت شترورائے چودھری کی مشہور خواب مشین کی حفاظت کریں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ سافیو کا ایجنٹ بن کر ان کے یہاں مہمان آئے تھے، انھیں ڈاکٹر لتھرا اور پروفیسر بنرجی پر نظر رکھنا تھی۔ ان دو میں سے

کسی ایک پر سافیوَ کے ایجنٹ ہونے کا شبہ تھا۔

لتا کو ابھی بھی بہت سے شبہات تھے۔ "اس روز آپ کھڑکی کے نیچے کھڑے کیا کر رہے تھے ؟"

" اوہ اس دن ! " ڈاکٹر پریرا ہنسے ۔ "مجھے معلوم تھا کہ تم لوگ کسی شبہے میں مبتلا ہو۔ لڑکی ! اس خاندان کے لیے تمھاری توجہ بھی ان کی نگاہ میں ضرور ہوگی۔ اس دن خاص طور سے میں ڈاکٹر رائے چودھری کے گھر کی حفاظت کے سلسلے کا خصوصی معائنہ کررہا تھا۔"

ڈاکٹر پریرا کی باتوں کی سچائی ان کی آنکھوں سے جھلک رہی تھی۔ لتا نے ان کا شناختی کارڈ ایک بار پھر دیکھا اور جب اسے یقین ہوگیا کہ یہ واقعی " سائن " کے ممبر ہیں تو اس نے شروع سے لے کر کل رات تک کے واقعات کے بارے میں انھیں سب کچھ بتادیا۔

" چودھری، اور ان کے لڑکے دونوں کو، اور ان کے کتے کو دھوکا دیا گیا ہے۔"

" میں تو صرف اس وقت مطمئن ہوں گی جب اپنی آنکھوں سے ان لوگوں کو محفوظ دیکھ لوں۔" اس کی آواز بھرا گئی۔ اس کو خوف تھا کہ ان تینوں کے ساتھ کوئی بہت خطرناک سلوک کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر پریرا نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر تسلی دی۔ " بیٹی ! سب ٹھیک ہوجائے گا، تم نہ گھبراؤ ۔

" سائن " ایجنٹ نے بتایا کہ انھیں ڈاکٹر رائے چودھری کی خواب مشین کے بارے میں بتا دیا گیا تھا۔" ممکن ہے کہ یہ شبہ ہی ہو، مگر اس بات کا پورا شک ہے کہ کوئی بات ہوئی ضرور ہے اور عین اس وقت جب شیلش تمھارے خواب میں تھا۔ اب تو ایک ہی طریقہ رہ گیا ہے کہ تم دوبارہ خواب دیکھو ! " سائن ایجنٹ نے لتا سے کہا۔

لتا بہت پریشان نظر آرہی تھی ۔ لیکن میں تو صرف رات کو ہی سوتی ہوں۔ مگر اس

وقت تک تو بہت دیر ہو چکے گی۔ جب ہم کچھ کریں گے۔"

"ایک ہی طریقہ ہے کہ میں تمہیں۔!! دوں۔ ۔۔ یعنی تمہیں انجکشن دے کر سلا دیا جائے اور ہو سکتا ہے کہ تم خواب دیکھو تو پھر کوئی راستہ سمجھ میں آئے۔"

اس بات سے لتا خوب واقف تھی کہ خواب اسے کبھی یاد نہیں رہتا ہے لیکن اب تو اسے یاد رکھنا پڑے گا! اسے یاد رکھنا ہوگا جو کچھ بھی وہ خواب میں دیکھے گی۔ یہ اس کے دوست اور اس کے ڈیڈی کی زندگی کا سوال ہے۔"

ایک خفیہ مشن

تھوڑی دیر بعد لتا ایک وین کے اندر لیٹی تھی۔ ڈاکٹر پریرا نے کہا کہ یہ ان کا چلتا پھرتا ہیڈکوارٹر ہے۔ اس کے اندر ہر وہ چیز موجود ہے جس کی خفیہ ایجنٹ کو اس خفیہ مشن کے لئے ضرورت پڑ سکتی ہے۔

دوا کے اثر سے لتا کو دھیرے دھیرے نیند آنے لگی۔ اور ڈاکٹر پریرا اس کے خواب دیکھنے کا انتظار کرنے لگے۔

پہلے جب اسے وین میں لٹایا گیا تھا تو وہ دل ہی دل میں دعا مانگ رہی تھی کہ وہ وہی خواب دیکھے جس میں شیلش پھنسا ہوا ہے۔ اور پھر آدھے گھنٹے کے بعد وہ خوابوں کی رنگین دنیا میں پہنچ گئی۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ خواب کی شروعات شیلش کے "ہلو" کہنے سے ہوئی۔

وہ پہاڑ پر چڑھ رہا تھا جیسے کسی چیز کو ڈھونڈ رہا ہو۔

"کیا تم خواب دیکھ رہی ہو؟ کیا میں اب بھی تمہارے خواب میں ہوں لتا یا تم اصلی لتا ہو"؟ شیلش نے گھنٹوں اندھیرے میں پھنسے رہنے کے بعد لتا کو دیکھ کر سوالوں کی

بھرمار شروع کر دی۔

جب لتا نے شیلش کو جگایا تو اسے پہلے تو ایسا لگا کہ وہ چڑھائی پر اور اوپر چڑھ گئی ہے۔ جس کی وجہ سے شیلش نے بھی اپنے خوابی قدم کا فاصلہ بڑھا دیا کہ جلدی سے وہ لتا تک پہنچ سکے۔ شیلش دھند میں تیر رہا تھا اور پھر اسے لگا کہ وہ ڈوبتا جارہا ہے۔ نیچے اور نیچے۔

اس کو لگا کہ اس کے بازو بھاری ہوتے جارہے ہیں اور پھر۔۔ وہ ایک سخت چٹانی سطح پر گر پڑا۔ چٹان کے باریک باریک، ملائم ٹکڑے، برف کی طرح پہاڑی پر چاروں طرف اڑ رہے تھے۔

ہرے نیلے، پیلے رنگ ہر طرف لہرا رہے تھے اور غنودگی کے عالم میں وہ اپنی ہمت کو مضبوطی سے بڑھا رہا تھا۔ اسے محسوس ہورہا تھا کہ کوئی بہت بڑی بات ہوگئی ہے۔ اس نے اپنے آپ کو پھر ہوشیار کرنا چاہا اور چڑھائی پر اس کے قدم تیز پڑنے لگتے اور کبھی دھیرے ہوجاتے۔

پرسکون اور خاموش لتا اس کی طرف ہاتھ بڑھا رہی تھی۔ " پریشان مت ہو شیلو، جانتے ہو! کہیں کوئی گڑبڑ ہوگئی ہے۔"

"کیا!" شیلو بے صبری سے درمیان میں بول پڑا۔

لتا نے جلدی جلدی کل سے اور آج تک کے اس کے گھر پر ہونے والے حادثات اسے بتائے اور ڈاکٹر پریرا سے ملاقات اور بات چیت کا بھی ذکر کیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے خواب کی مدت کم ہے لہذا بہت جلدی اور زیادہ سے زیادہ اسے بتانا چاہتی تھی۔ چونکہ جو کچھ بھی کہا جانا تھا وہ اسی عرصے میں کہا جاتا تھا۔

"مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ سب حقیقت میں ہورہا ہے" خواب کے عالم میں بھی شیلش اس طرح جوش میں نظر آرہا تھا جیسے حقیقت میں ہوتا۔

"شیلو! یہ وقت حماقت کی باتوں کا نہیں ہے ڈاکٹر پریرا جاننا چاہتے ہیں کہ تمہارے گھر میں کیا ہوا ؟"

"مجھے کیا معلوم ؟" اس نے چڑچڑے پن سے جواب دیا۔ "تم ایک غلط آدمی سے غلط باتیں پوچھ رہی ہو۔ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ کیا ہورہا ہے تو میں اس گھٹے ہوئے گپ اندھیرے کمرے میں نہ معلوم کب سے پڑا نہ ہوتا۔ جب تم آئیں اور میں نے چڑھائی پر چڑھنا شروع کیا، اس وقت تک میرا دم گھٹ رہا تھا اور مجھے شدید اکیلے پن کا احساس ہورہا تھا۔"

"میں جانتی ہوں شیلو! لیکن اب کیا کریں ؟"

شیلش کو امید تھی کہ اس کے ڈیڈی خیریت سے اور ٹھیک ہوں گے اور بو سکی بھی۔ ان دو کے علاوہ وہ دنیا کی کسی چیز کے بارے میں نہیں سوچ سکتا تھا۔ شیلش اب بہت غمگین لگ رہا تھا۔

اچانک وہ زمین پر گر پڑا۔ اپنی دونوں ٹانگیں ایک دوسرے پر رکھ کر وہ سر کھجانے لگا۔

پھر اچانک شیلش کے ذہن میں ایک لہر آئی۔ خفیہ راستوں اور ٹیلی ٹاکی وغیرہ کی۔

وہ لتا کو تو اس کے بارے میں بتانا بھول ہی گیا تھا۔ وہ تو ہمارے گھر میں جو کچھ نظر آتا تھا اسے بس وہی جانتی تھی۔ اور جو خفیہ راستہ این۔ ایف۔ آر۔ سی۔ کمپلکس کو جاتا تھا اس کے بارے میں، کچھ پتہ نہیں تھا۔ دراصل یہی وہ راستہ تھا جہاں سے کوئی بھی اس کے گھر میں چپکے سے آجائے تو کسی کو بھی پتہ نہ چلے۔ اس نے لتا کو بتایا کہ بھول بھلیوں کے نقشے، این۔ ایف۔ آر۔ سی۔ والے راستے میں کیلوں سے جڑے ایک بکس میں رکھے ہیں۔

"ممکن ہے ڈاکٹر پریرا کو ان سے کچھ مدد مل جائے۔" لتا نے خفیہ راستوں اور ٹیلی ٹاکی

کی بات سن کر کہا۔

" بھگوان کرے چودھری انکل کے پاس ایک ٹیلی ٹاکی ہو، ہم تمہارا والا حصہ تو تمہارے کمرے کی الماری کی دراز میں ڈھونڈتے ہیں۔ "

لتا کو جب یہ اطمینان ہوگیا کہ اب اس کے پاس وہ ساری معلومات ہیں جو ڈاکٹر پریرا کو چاہیے تھیں تو لتا اپنے دوست کو خدا حافظ کہنے والی ہی تھی کہ ان کی خواب کی لہر انہیں دھیرے دھیرے بہاکر ایک گھر میں لے آئی۔ جہاں وہ دونوں کھڑکی کے پیچھے سے گرمیوں کی ایک ہلکی بوندا باندی کا نظارہ کر رہے تھے ۔

" اگر تم خواب میں گھر کے اندر بیٹھ کر باہر بارش ہوتے دیکھو تو یہ خوش قسمتی کی نشانی ہے ۔ "

"اگر یہ اچھی قسمت کی نشانی ہے،" لتا نے اپنا خواب ختم ہوتے ہوئے کہا۔ " تو پھر ہماری پریشانیاں جلدی ہی دور ہوجائیں گی۔" اس نے ہوا میں انگوٹھا اٹھاکر کامیابی کا نشان بنایا اور غائب ہوگئی ۔

جب لتا نے دین میں پلنگ پر لیٹے لیٹے ادھر ادھر کروٹیں لینا شروع کیں تو ڈاکٹر پریرا کچھ پریشان سے ہوگئے ۔ انہوں نے اس کا بلڈ پریشر دیکھا اور اس کی جسمانی حالت پہ نظر رکھے رہے ۔ پھر آدھے گھنٹے انتظار کے بعد انہوں نے اس کی رگوں میں ایک محلول (دوا) کا انجکشن دیا جو پچھلے والے انجکشن کے اثر کو زائل کرنے کے لئے تھا۔ مگر ساتھ ہی یادداشت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ جب وہ جاگی تو لتا نے ساری تفصیلات ڈاکٹر پریرا کو بتا دیں۔

" آؤ چلو ! اب ہمیں ذرا سا بھی وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ " اور وہ جلدی سے گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہوگئے ۔

" انہوں نے پورا راستہ فکر اور خاموشی میں کاٹا اور این۔ ایف۔ آر۔ سی۔ کمپلکس میں

پہنچ گئے۔ گیٹ پر ڈاکٹر پریرا نے اپنا کارڈ دکھایا اور تیزی سے آگے بڑھ گئے۔ گاڑی کو اس دروازے کے پاس لے جاکر کھڑا کردیا جس کا ذکر شیلیش نے اپنے خواب میں کیا تھا۔

ڈاکٹر پریرا نے وین کے ایک خفیہ حصے سے چابی کا گچھا نکالا اور ایک ایک چابی سے تالا کھولنے کی کوشش کرتے رہے۔ پانچ کوششوں میں کوئی کامیابی نصیب نہ ہونے کے بعد چھٹی چابی سے تالا کھل گیا۔ "کریک" سی آواز کے ساتھ دروازہ کھل گیا۔

ڈاکٹر پریرا اور لتا اندھیری راہداری میں داخل ہوئے اور واپس دروازہ بند کردیا۔ انہوں نے اپنی چھوٹی سی مگر کافی تیز ٹارچ چاروں طرف گھمائی۔ انہیں وہ بکس مل گیا جس میں بھول بھلیوں کے نقشے رکھے تھے جنہوں نے ان دونوں کی نہ جانے کتنے خفیہ دروازوں، مختلف زینوں اور راستوں کو ڈھونڈنے میں مدد دی۔

ڈاکٹر پریرا رک گئے اور لتا کو بھی روک دیا۔ پھر انہوں نے آہستہ سے بڑھ کر ایک ہینڈل گھمایا اور دھیمے سے دروازہ کھولا۔ اندر ایک بھیانک سناٹا تھا۔ یہ یقین کرنے کے بعد کہ چاروں طرف کوئی خطرہ نہیں ہے وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔ اب وہ شیلیش کے کمرے میں تھے۔ ڈاکٹر پریرا نے دروازے کا معائنہ کیا اور لتا سے چاروں طرف نظر رکھنے کو کہا اور وہ خود دراز تلاش کرنے لگے۔ اس کی بتائی ہوئی صحیح جگہ پر ٹیلی ٹاکی مل گیا۔ "بیٹا" بٹن دبانے کے بعد انہوں نے جواب کا انتظار کیا۔ جب کوئی جواب نہیں ملا تو انہوں نے دوبارہ بٹن دبایا۔

"شاید ڈاکٹر رائے چودھری ٹیلی ٹاکی کے دائرے میں نہیں ہیں۔" انہوں نے جھنجھلاکر سر ہلایا۔

☆ ☆ ☆

ڈاکٹر پریرا اور لتا سے کوئی تیس فٹ کے فاصلے پہ ڈاکٹر رائے چودھری نے آنکھیں کھولیں، ابھی وہ پلنگ پر اس طرح پڑے تھے کہ جیسے سوکھی گھاس کا گٹھر!

انہیں ایک چھپے ہوئے شیلف سے جس میں ٹیلی ٹاکی رکھی تھی، بیپ بیپ کی آواز سنائی دی۔ انہیں احساس ہوا کہ کوئی ان سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کررہا ہے۔ انھوں نے مڑکر دیکھا کہ ٹیلی ٹاکی ایک طرف ان سے صرف دس فٹ کے فاصلے پہ پڑا تھا۔ انھوں نے جدوجہد کرکے خود کو آزاد کرنے کی پوری کوشش کی۔ مگر ان کی ہر کوشش بے کار ہوگئی۔

ان سے کچھ گز کے فاصلے پر شیلش کا پیارا بوسکی ایک الماری میں بند پڑا تھا۔ ڈارٹ اور دوا کے اثر نے اس بے چارے کو مصیبت میں ڈال دیا تھا۔ ابھی تو وہ بارہ گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آنے والا تھا۔

بہرحال کسی پریشانی کے آگے ہتھیار ڈال دینا، ڈاکٹر رائے چودھری کی عادت نہیں تھی۔ انھوں نے ایک لوٹ لگائی اور پلنگ کے کنارے تک آگئے اور پھر اپنی دونوں بندھی ہوئی ٹانگوں کو نیچے لٹکا دیا اور پھر اس موجد نے کسی نہ کسی طرح سے اپنے آپ کو سمیٹا اور بیٹھ گئے۔

انھوں نے ایک گہری سانس لی اور پھر زمین پر لڑھک گئے۔ شدید تکلیف کے ساتھ آہستہ آہستہ کھسکتے ہوئے وہ اس آلے کی طرف بڑھے جو ان سے چند قدم کے فاصلے پہ پڑا تھا۔ ذرا دم لینے کو وہ رکے اور پھر ٹیلی ٹاکی کی طرف کھسکنے لگے۔ تاکہ وہ کسی نہ کسی طرح آنے والی بیپ کی آوازوں کا جواب دے سکیں۔ اپنی گردن آگے کرکے، سائنس داں نے اپنے بائیں گال کی مدد سے وہ آلہ ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیا۔ لگاتار ٹیلی ٹاکی کی آواز نے ان کا دوران خون بڑھا دیا تھا۔ بڑی جدوجہد کے بعد وہ اپنی ناک کے اگلے چپٹے حصے سے کسی طرح "الفا" بٹن دبانے میں کامیاب ہوگئے۔

گرفتاری!

ٹیلی ٹاکی کسی صورت میں ان کا مقصد حل نہیں کر پا رہی تھی۔ اسی مایوسی اور الجھن میں لتا اور ڈاکٹر پریرا واپس برآمدے میں لوٹنے والے ہی تھے کہ اچانک ٹیلی ٹاکی کی آواز سن کر چونک پڑے۔ لتا خوشی میں اس زور سے اچھلی کہ شیلش کے کمرے میں رکھا بڑا سا مٹی چینی کا گلدان گر کر ٹوٹ گیا۔ اس کے گرنے کی آواز پورے گھر میں گونج گئی۔ "یہ ضرور رائے چودھری انکل ہیں۔" لتا خوشی سے اچھل کر بولی۔ ڈاکٹر پریرا خوشی کے ان جھٹکوں سے زیادہ متاثر اور پرامید ہونے والے نہیں تھے۔

"جلدی الماری میں واپس چلو" انہوں نے حکم دیا اور دونوں اندر گھس گئے اور سانس روکے آواز کا انتظار کرتے رہے۔ پھر وہ دھیمی آوازیں ٹیلی ٹاکی میں بولے۔ "ڈاکٹر رائے چودھری کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں؟"

☆ ☆ ☆

جس وقت سائنس داں بڑی مشکل سے جدوجہد کرکے اپنی پریشانی کا سگنل دے رہے تھے اسی وقت لائبریری میں وہ نقاب پوش خواب مشین ڈھونڈنے میں لگا ہوا تھا۔

پوری رات وہ ہزاروں صفحوں کو چاٹتا رہا تھا، اس نے کمپیوٹر میں سارے فائل پڑھ ڈالے۔ اس کے باوجود اسے ایسی کوئی کامیابی نہیں ہوئی تھی جو اصلی منزل کی طرف لے جائے۔

اس کے بعد سافیو ایجنٹ نے الماری کی ساری کتابیں نکال ڈالیں اور دیواروں کو ٹھونک بجاکے دیکھتا رہا کہ شاید کوئی آواز آئے جس سے اندازہ ہو کہ دیوار اندر سے کھوکھلی یا خالی سی ہے۔ اپنی بس بھر کوشش کرنے کے بعد وہ گھومنے والی کرسی پہ بیٹھا

سگریٹ پی رہا تھا۔

اسے آج ہر حال میں یہ مشین تلاش کرنا تھی۔ یہاں تک پہنچنا ہی اس کے لئے اتنا کٹھن ثابت ہوا تھا۔ اس لئے کہ نقاب پوش اچھی طرح جانتا تھا کہ آج اگر مشین نہیں مل پائی تو دوبارہ وہ اس زبردست ایجاد کو ڈھونڈ نہ پائے گا۔ اس نے سگریٹ بجھا کر دوسری سگریٹ جلا لی۔ بہت کم وقت رہ گیا تھا۔ اب کسی بھی لمحے ڈاکٹر رائے چودھری ہوش میں آجائیں گے اور پھر فرار کا کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کر لیں گے۔ وہ اب مزید پریشانی مول لینا نہیں چاہتا تھا۔ وہ تو لڑکی آگئی تھی اور اس نے آکر سارے مسئلے کھڑے کر دئے تھے اور اس کو زمین پہ لیٹ کر اپنا بچاؤ کرنا پڑا تھا۔

اور بس اسی وقت اس کے کان کھڑے ہو گئے جب اوپر کسی چیز کے زور سے گرنے کی آواز آئی۔

☆ ☆ ☆

چند سیکنڈ بعد ڈاکٹر رائے چودھری کا چہرہ ٹیلی ٹاکی کے اسکرین پر ابھرا۔ ان کے منہ میں کپڑا ٹھنسا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ ڈاکٹر پریرا کچھ بولیں کسی نے ڈاکٹر رائے چودھری سے ٹیلی ٹاکی جھپٹ لی۔ فوراً بعد ہی ڈاکٹر پریرا کو ایک نقاب پوش کی شکل نظر آئی۔ ڈاکٹر پریرا نے فورا ٹیلی ٹاکی بند کر دی۔

"ڈاکٹر رائے چودھری کو نقاب پوش نے گرفتار کر لیا ہے۔"

"اور وہی سافیو ایجنٹ ہے" لتا نے گھبرا کے حیرت سے کہا۔

"ہو سکتا ہے؟ آلے پر ابھرے نمبروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر رائے چودھری کی اور ہماری ٹیلی ٹاکی کا چوڑائی اور اونچائی کے حساب سے فاصلہ ایک ہی ہے۔ بس لمبائی کچھ مختلف ہے۔"

لتا نے فوراً جواب دیا۔ " اگر ہم لوگ زمین سے ایک ہی اونچائی پر ہیں تو پھر مطلب یہ ہوا کہ ہم لوگ ایک ہی منزل پر ہیں۔ ایک ہی چوڑائی اگر مان لیں تو میرا اندازہ بالکل درست ہے۔ سائن ایجنٹ نے دوبارہ نقشہ دیکھتے ہوئے لتا کی تعریف کی۔ " اب ہمیں چلنا چاہیے۔ " اس بات کا پورا یقین کرکے کہ دروازہ اندر سے بند ہے، دونوں تنگ راستے کی طرف بڑھنے لگے۔ فوراً ہی وہ ایک دروازے پر پہنچے۔ ڈاکٹر پریرا نے ہینڈل گھمایا اور وہ لوگ اندر داخل ہوگئے۔ اس کمرے سے لتا بخوبی واقف تھی۔

خوشی کے مارے اس کی ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ " یہ وہی کمرہ ہے جس میں خواب مشین رکھی ہے "

مشین بند نہیں تھی مگر اسکرین خالی پڑا تھا اور ایک " سی سی " آواز اس میں سے آرہی تھی۔ شیلش اس کے سامنے گھومنے والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں اس کے سر پر ہیڈ فون لگا ہوا تھا۔

لتا کو معلوم تھا کہ اس کا دوست بے ہوش ہے، جان بوجھ کر اس نے اسے نہیں چھیڑا۔

" ڈاکٹر پریرا نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ وہ مشین اور اس کے آس پاس کے ماحول سے بہت متاثر ہوئے۔ انہوں نے چند لمحے کچھ سوچا اور اپنی آٹومیٹک ریوالور نکال لی۔ " ممکن ہے مجھے اس ریوالور کو استعمال کرنا پڑجائے۔ مگر اس کی گولیوں پر نیند آور دوا کی پرت جمی ہے۔ لیکن یہ سب بچوں کے دیکھنے کی چیز نہیں ہے " انہوں نے لتا کو سمجھایا اور لائبریری کی سیڑھیاں چڑھنے لگے۔

اس دوران سافیو کے آدمی نے ڈاکٹر رائے چودھری کے سر پر دوبارہ چوٹ مار کر انہیں پھر بے ہوش کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر تو اس آدمی کو یہ اندازہ ہی نہیں ہوپایا تھا کہ وہ آلہ ہے کیا؟ لیکن جب ایک بار اس کو اس کی اہمیت کا اندازہ ہوگیا تو وہ بری طرح گھبرا

گیا اور تیزی سے ہاتھ میں گن لیے نیچے لائبریری کی طرف دوڑا اور مشین کی تلاش کی ایک آخری کوشش کرنے لگا۔

اس نے دیواروں کو ایک بار پھر ٹٹولا اور پھر الماری تک آگیا۔ اس بار اس نے اس کے دروازے چوپٹ کھول دیے۔ اور تیزی سے کتابیں نکالنا شروع کردیں۔ جلدی ہی اس کی نظر " ڈائیل " پر گئی۔ اس نے تیزی سے ڈائیل کے کوڈ کو توڑنے کی کوشش کی۔ اس کام میں وہ خاصی مہارت رکھتا تھا۔ چند منٹ بعد وہی جانی پہچانی کلیک کی آواز آئی اور پینل کے کھلنے کے ساتھ دبی دبی کرکراہٹ سنائی دی۔

اور بس یہی وہ جگہ تھی جہاں سافیئو کے اس آدمی کی قسمت اسے اپنے انجام تک کھینچ کر لے آئی تھی۔ جیسے ہی وہ دروازہ کھلا اندھیرے سے اجنبی کے سینے پر نیند آور گولیوں کی تیز بوچھار پڑی اور وہ بدمعاش وہیں ڈھیر ہوگیا۔

راہداری سے نکل کر ڈاکٹر پریرا جب کمرے میں آئے تو انہوں نے نظریں گھماکر سب کچھ دیکھنے کی کوشش کی اور جب یہ یقین کر لیا کہ سافیئو کا آدمی زمین پر ڈھیر ہوچکا ہے تو وہ جلدی سے اوپر ڈاکٹر رائے چودھری کے کمرے کی طرف دوڑے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ بے ہوش پڑے تھے۔ انہوں نے کہیں نہ کہیں سے پانی سے بھرا جگ ڈھونڈ نکالا اور ڈاکٹر رائے چودھری کے منہ پر چھینٹے مارنے شروع کیے۔

لتا بھی اس دوران اوپر آگئی تھی اور وہ بھی جلدی جلدی ڈاکٹر پریرا کے ساتھ ڈاکٹر رائے چودھری کے بندھے ہاتھ پیروں کی رسیاں کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔ ڈاکٹر رائے چودھری، ڈاکٹر پریرا اور لتا فوراً نیچے تہہ خانے کی طرف دوڑے تاکہ جلد سے جلد جاکر شیلش کو اس کے خوفناک خواب سے ہوش میں لائیں۔ ڈاکٹر رائے چودھری جلدی سے اوپر دوڑے تاکہ تیزی سے اس آلے کا سوئچ بند کردیں جس کی وجہ سے شیلش ابھی تک لتا کے خواب میں تھا۔ شیلش کو ایک انجکشن دیا گیا تاکہ وہ لتا کے ایک طویل خواب

سے نجات پاکر باہر نکل سکے اور لتا کو بھی دوسرا انجکشن لگایا گیا جو اس کے خواب میں شیلش کا داخلہ بے اثر کر دے۔

اور بس تھوڑی سی دیر میں وہ چاروں سافیوَ ایجنٹ کی ناکامی پر خوشیاں منا رہے تھے۔

شیلش نے پوچھا۔ "مگر یہ سافیوَ ایجنٹ ہے کون ؟"

"یہ تو ہم سب مل کر دیکھیں گے۔" اس کے ڈیڈی نے کہا اور پھر نیچے لائبریری کی طرف اترنے لگے۔ ڈاکٹر پریرا سب سے پہلے سافیوَ ایجنٹ کے پاس پہنچے اور اس کا مکھوٹا نوچ لیا۔

"اوہ" دونوں بچوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ "یہ تو پروفیسر بینرجی ہیں!" ان کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

ان کا تو خیال تھا کہ تینوں مہمانوں میں سے سب سے زیادہ سنجیدہ پرخلوص اور مہذب انسان۔۔ وہی تھے۔!

"اسی وجہ سے میں تم سے کہا کرتا ہوں کہ کبھی لوگوں کے چہروں پر نہ جاؤ۔" شیلش نے لتا کو کچھ چڑاتے ہوئے کہا۔

"ذرا سوچو تو۔۔ یہ تو بھیڑ کے روپ میں بھیڑیا تھا"

کچھ دیر بعد ڈاکٹر پریرا نے این۔ ایف۔ آر۔ سی۔ کے ڈائرکٹر کو فون سے اطلاع دی۔ مسلح سپاہیوں کی ایک کار ڈاکٹر رائے چودھری کے گیٹ میں داخل ہوئی۔ پروفیسر جیوتی پرکاش بنرجی کو ہتھکڑیاں پہنائی گئیں اور سائن کے فوجی دستے نے اٹھاکر اسے گاڑی میں ڈالا اور زبردست نگرانی میں ہمیشہ کے لئے انہیں ان کی جگہ کے لیے لے جایا گیا۔

☆ ☆ ☆

کچھ ہفتے بعد ڈاکٹر رائے چودھری کی ایجاد دنیا بھر کو معلوم ہوگئی۔ جیسے ہی اعلان ہوا۔۔ ڈاکٹر رائے چودھری کے سامنے انعامات ایوارڈز اور گرانٹس کا انبار لگ گیا۔ تمام اخباروں کی سرخیوں میں ان کا نام آگیا۔

بہت سے غیر ملکی ٹی۔ وی۔ نیٹ ورک کے لوگ "آشیانہ" میں آئے اور ڈاکٹر رائے چودھری کے انٹرویوز لیے گئے۔ ان میں سے ایک نے تو شیلش اور لتا کی خواب مشین کے ساتھ "خوابوں کی تفریح" کے بارے میں مختصر سی گفتگو ٹیپ کی۔

شیلش واپس ہوسٹل چلا گیا اور دسویں جماعت میں داخلہ لے لیا اور دوستوں کو اس بار کی ہنگامی اور دلچسپ چھٹیاں گزارنے کے کارنامے سنائے۔

لتا نے بھی بورڈ کا امتحان بہت اچھے نمبروں سے پاس کر لیا تھا۔ اسے اس کے والدین نے آگے تعلیم جاری رکھنے کے لئے شہر بھیج دیا۔

دونوں دوستوں نے خط و کتابت کے ذریعہ رابطہ قائم کر رکھا تھا اور اب تو ایک تیسرا دوست بھی بن گیا تھا۔ ڈاکٹر پریرا۔ ان دونوں نے اگلی چھٹیوں میں ان سے ملنے کا پروگرام بنایا تھا۔

انجام

پوچھ تاچھ ہونے پر پروفیسر بنرجی نے تسلیم کرلیا کہ سافیئو نے ڈاکٹر ولوڈ میرز پولنسکی، پروفیسر کونس ٹین ٹن کیٹاپٹیولوس، ڈاکٹر لوئس فرنینڈو وکاریو شینچز، ڈاکٹر وئین میک گلیو، پروفیسر پال رچرڈسن، ردرفورڈ اور کلیڈیو آرمانڈو تارانتنی۔۔ ان سارے سائنسدانوں کی ایجادات کی چوری کی تھی۔

انہوں نے یہ بھی بتایا کہ سافیئو کے ایک دستے نے تارانتنی کو گولی مار کر ہلاک کیا

تھا اور ایک دوسرے سائنس داں ڈاکٹر اینڈی مایانکوسکی کو ان کے گھر پر چھاپہ مارتے وقت بم سے اڑا دیا تھا۔

سافیو کے پندرہ ممبروں کی لسٹ فوراً ہی ہر ایک ملک کے سائٹ ہیڈکوارٹر پر نشر کرا دی گئی۔

جس دن خواب مشین کی خبریں دنیا میں پھیلیں تو ڈاکٹر میکس شراڈر جرمنی کے ایک نیوکلیائی سائنس داں نے خودکشی کرلی۔

روسی ریاستی سائنس اکیڈمی کے ڈائرکٹر جنرل ڈاکٹر نکولائی ڈیوڈوچ شیپو شنکوو کو گرفتار کرلیا گیا اور آسٹریلیا کے روبرٹ ٹیلر دل کے مرض کے ماہر کا بھی یہی انجام ہوا۔ کہ وہ گرفتار کر لئے گئے۔

امریکہ کی - گریٹ انڈیانا یونیورسٹی کے پروفیسر رابرٹ جیمس کارمیکائل کو عین اس وقت گرفتار کر لیا گیا جب وہ امریکہ کی سرحد پار کر کے میکسکو جارہے تھے۔

ڈاکٹر میگنس سونسن جن کا تعلق سوئیڈش سائنسی بیورو سے تھا، ان کو بھی مشتبہ حالات اور غلط کاغذات برآمد ہونے پر گرفتار کر لیا گیا۔

ڈاکٹر جیکس پیرے رنڈر فرانس کے ایک مشہور خلائی سائنس داں اور چین کے مشہور مائیکرو بایولوجسٹ چین سے چانگ نواڈا، ٹیکساس کے ہوٹل کے کمرے میں مردہ پائے گئے۔

ایسٹرو فزکس کے تین ماہرین۔ سپین کے ڈاکٹر امیلو کلمنٹی، یونائیٹڈ کنگڈم کے ڈاکٹر بائی کروفٹ فیئر برادر اور اسرائیل کے پروفیسر اسحاق مانس ڈورف کو اس وقت گرفتار کرلیا گیا جب وہ مشکوک حالت میں کنیڈا میں داخل ہورہے تھے۔

ناروے کے کارڈیولوجسٹ ڈاکٹر جون اینڈرسن ڈنمارک کے ماہر فزکس ڈاکٹر رود وان ڈرمروے اور جاپان کے ہیئت داں (ایسٹرونامر) پروفیسر یاسہرو نشوٹاشی نے بہتریہ

سمجھا کر اپنے آپ کو گرفتار کرا دیں۔
صرف کنیڈا کا کیمیکل انجینئر ڈاکٹر آسکر سیزر فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ بہت سے
ایکسپرٹ کی رائے تھی کہ پوری سافیو جماعت کا سرغنہ 24 سالہ یہی نوجوان تھا۔
کچھ افواہیں ایسی بھی تھیں کہ آسکر سیزر اس کا اصل نام نہیں تھا اور نہ کنیڈا کی اس
کی شہریت تھی۔ بڑے بڑے جرائم کی تحقیق کرنے والے اور خفیہ بیورو کا قیاس تھا کہ
اس نے خود کو گولی مار لی۔ سچائی کسی کو نہ معلوم ہو سکی۔ اور سافیو کی یہ داستان اس کے
ساتھ ختم ہوگئی۔